ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸ فروری ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ

(احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ۔ حضرت سلمانؓ بن عامر کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص تم میں سے روزہ افطار کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے اس لئے کہ کھجور برکت کا سبب ہے اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی پاک کرنے والا ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کرتے اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی سے روزہ افطار کرتے تھے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص افطار کرائے روزہ دار کو یا سامان درست کرے کسی غازی کا۔ تو اس کو اسی کے برابر ثواب ملے گا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى يُؤَخِّرُوْنَ

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے اس لئے کہ یہود و نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّحُوْرِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ

(رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رمضان میں مجھ کو سحری کھانے کے لئے طلب فرمایا اور کہا آتو بابرکت کھانے کی طرف۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ

(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا بہترین سحر کا کھانا کھجور ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ عَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہلاک ہوگیا آپ نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس غلام ہے۔ اس کو آزاد کر دے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو اتنی طاقت رکھتا ہے کہ مسلسل دو مہینے کے روزے رکھ سکے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (خاموش) بیٹھ گئے (گویا کہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں) غرض ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق کھجوروں کا لایا گیا (عرق کھجور کے پتوں کا ایک بڑا تھیلا تھا) آپ نے پوچھا سائل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کو لے جا اور خیرات کردے اس نے کہا یا رسول اللہ کیا اس شخص کو خیرات دوں۔ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو قسم ہے خدا کی مدینہ کی دونوں طرفوں میں کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہے (دونوں طرفوں سے اس کی مراد وہ دو پہاڑیاں تھیں جو مدینہ کے مشرق و مغرب میں واقع ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور پھر فرمایا کھلا اپنے گھر والوں کو۔

رسول اللہ سے محبت کا دعویٰ
اور پھر ———— مستقل نافرمانی
یہ محبت نہیں ———— انکار ہے

(اداریہ)

امریکہ بھارت اور امنِ عالم

جلد نمبر ۸ | ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ بمطابق ۸ فروری ۱۹۶۳ء | شمارہ نمبر ۴۸

مغربی حکومتوں کے حالیہ رویّے سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے پاکستان کے مسلسل احتجاج کے باوجود ہندوستان کی فوجی امداد میں غیر معمولی اضافہ کا پکّا فیصلہ کر لیا ہے انہیں ہندوستان دوستی کا کچھ ایسا ضبط ہو گیا ہے کہ وہ کسی بھی حلیف ملک کا نہ احتجاج خاطر میں لاتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی یارِ وفادار کا مفاد ان کے پیش نظر ہے۔ اس وقت اُن کے سر پر صرف چین کا بھوت سوار ہے وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بھارتی ممولے کو چینی شہباز کے مقابل کھڑا کر دیں اور لڑائی کا تماشہ دیکھیں چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ بھارت کی ہر ناز برداری کرنے کو تیار اور اس کی ہر ادا پر نثار ہونے کو مستعد کھڑے ہیں۔ مزید براں امریکہ و برطانیہ اس خوش فہمی میں بھی مبتلا ہیں۔ کہ ایشیائی ممالک میں صرف بھارت ہی ایک ایسا ملک ہے جو چین یا کمیونزم کا مقابلہ کر سکتا ہے یہی ملک ہے جس کے وسائل و ذرائع زیادہ ہیں اور جس کی فوجی نفری بھی زیادہ ہے۔ لیکن در حقیقت جہاں تک میدان جنگ کا تعلق ہے اس میں صرف وسائل و ذرائع اور کثرت آبادی کام نہیں دیتی حوصلہ (MORALE) بھی کام آتا ہے جس کا حوصلہ بلند ہو گا۔ جس کا عزم راسخ ہو گا، جس کے قلب میں جوش و ولولہ ہو گا۔ جہاد کی تڑپ ہو گی۔ اور جو یقین و ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو گا میدان جنگ میں وہی کامیاب وکامران ہو گا اور یہ اوصاف ایسے ہیں جن سے کم از کم بھارتی فوجی قطعی عاری ہیں۔ ان کو سامانِ جنگ سے لیس کرنا آسان مگر جنگ کی بھٹی میں جھونکنا سخت دشوار ہے۔ اور اگر بالفرض محال وہ کبوتر کی طرح آنکھیں موند کر میدان میں کود بھی گئے تو ان کا ثابت قدم رہنا دشوار تر ہے۔ وہ ایک بھی حملہ کی تاب نہ لا کر سامانِ جنگ دشمن کے حوالے کر دیں گے اور بہادری کا وہی روایتی مظاہرہ کریں گے۔ جو انہوں نے چین کے ساتھ سابقہ مقابلوں میں کیا ہے

بہر حال مغربی ممالک کو بھارت کی کوئی ادا ضرور پسند آگئی ہے۔ جس پر وہ جی جان چھڑک رہے ہیں۔ در حقیقت امریکہ چاہتا یہ ہے۔ کہ بھارت میں چین کے خلاف زبردست جنگی مورچہ تیار ہو جائے۔ مگر ہمارے خیال میں اس کا یہ اقدام تدبر و مآل اندیشی کے قطعی منافی ہے اس طرح وہ صرف بھارت کو تو شاید خوش کرے گا۔ لیکن دوسرے چھوٹے چھوٹے ممالک جو پہلے ہی بھارت سے تنگ آئے ہوئے ہیں کمیونزم کی آغوش میں یقیناً چلے جائیں گے۔ پھر ہمیں یقین ہی نہیں کہ بھارت ...... چین کے منہ آئے اور نہ اس میں چین کے مقابلے کی ہمت و سکت ہی موجود ہے۔ لامحالہ اس کا نشانہ پاکستان، سیلون، بھوٹان، نیپال، برما اور ملایا وغیرہ چھوٹے ممالک ہوں گے اور اگر خدا نخواستہ چین سے اس کا سامنا ہو گیا۔ جس کی ہمیں توقع نہیں تو دوسری طرف چین مشتعل ہو کر برِ عظیم پاک و ہند کے خلاف اپنی فوجی سرگرمیوں کی رفتار تیز تر کر دے گا۔ روس الگ کوشش کرے گا کہ اس کا دائرۂ اقتدار وسیع ہو اور اس جنگِ اقتدار کا آخری نتیجہ یہی ہو گا کہ سارا جنوب مشرقی ایشیا جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آجائیگا۔ اس کا اثر لامحالہ مشرقِ وسطےٰ پر بھی پڑے گا۔ سامراجی قوتیں صدر مصر کے خلاف محاذ جنگ کھولنے کی ہر ممکن کوشش کریں گی۔ اور اس طرح تمام مشرقِ وسطےٰ جنگ کی بھٹی کی نذر ہو جائے گا۔ یہ بھی عین ممکن ہے۔ کہ تیسری عالمگیر جنگ کا آغاز یہیں سے ہو جائے۔ اور امریکہ کی بھارت نواز پالیسی کے صدقے میں امن عالم کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھر جائیں۔

امتناعِ شراب کا قانون

روزنامہ کومنٹ (COMMENT) مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۶۳ء میں وزیر آبکاری و ایکسائز شیخ مسعود صادق صاحب کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ مغربی پاکستان میں مکمل امتناع شراب کا قانون نافذ ہونا چاہئیے۔ ہم شیخ صاحب موصوف کی رائے سے کلّی اتفاق رکھتے ہوئے صدقِ دل سے اُن کے بیان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ کاش یہ قانون فکر و نظر کے جھروکوں سے باہر نکل کر عملی صورت میں عوام کے سامنے آئے اور فقیر برہنہ کی طرح لباس عمل کی بھیک نہ مانگتا رہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ اس کی نظر میں شراب تمام برائیوں کی جڑ اور خباثتوں کا منبع ہے۔ زبان نبوت نے اسے ام الخبائث (پاپ جننی) کا نام دیا۔ اور قرآن عزیز اسے گندگی اور عمل الشیطان کا خطاب دیتا ہے۔ مذہبی اعتقادات سے قطع نظر عام حالات میں بھی اگر شراب نوشی کے اثرات و نتائج کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آئے گی کہ معاشرے میں بڑھتے ہوئے جرائم، فواحش و منکرات اور بے حیائی کا سرچشمہ یہی عادتِ بد ہے۔ جسے آج کی متمدن دنیا نے تہذیب کے طور پر اختیار کر لیا ہے

علم اخلاق کے ماہرین اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ شراب کے استعمال سے اخلاق تباہ ہوتے ہیں، عالمان اقتصادیات یہ رائے رکھتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا سبب اور مال کی تباہی کا باعث شراب ہے۔ اعلےٰ عدالتوں کے جج یہ بیان کرتے نہیں تھکتے کہ جرائم سنگین، قتل، زنا بالجبر، رہزنی وغیرہ کا ارتکاب اکثر شراب کی بدمستی کی حالت میں ہوتا ہے۔ فوجی نکتہ نگاہ سے پہلی جنگ عظیم میں اسے قطعی ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ کنگ جارج اور زار روس دونوں نے شراب نوشی ترک کر کے اپنے اپنے فوجیوں کے لئے عملی نمونے قائم کئے تھے۔ امریکہ نے شراب کی ساخت ہی ملک میں روک دی۔ اور خرید و فروخت پر کڑی بندشیں عائد کیں۔ لیکن افسوس ان تمام نظائر کے ہوتے ہوئے شراب نوشی پر کوئی قدغن نہیں۔ اور یہ سوسائٹی کا جزو بنتی چلی جاتی ہے۔ زبان قانون گنگ ہے اور شراب کھلے بندوں فروخت ہو رہی ہے۔ غیر تو غیر مسلمان کہلانے والے بھی دخت رز سے لطف اٹھانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ حد یہ ہے کہ پاکستان جو اسلام کے مقدس نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اور جس کے ارباب اقتدار نے آج تک مذہب سے وابستگی اور زبانی عقیدت کا اظہار کرنے میں کبھی بخل نہیں کیا وہاں بھی شراب نوشی قانون کی نگاہ میں نہ کوئی عیب سمجھی جاتی ہے اور نہ جرم بلکہ مغرب زدہ افراد کی تو کوئی ہی تقریب ہوتی ہو گی جو دورِ بادہ و جام سے خالی ہو

کیا یہ حقیقت افسوسناک اور اسلام سے کھلے ہوئے مذاق کے مرادف نہیں کہ گزشتہ

خطبہ یوم الجمعہ ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۲ھ مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۶۳ء

تقویٰ اور اصحاب تقویٰ کامیاب اور بامُراد لوگ

از جانشین شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالے

محترم حضرات!

رمضان المبارک یہ مقدس مہینہ چونکہ اصلاح اخلاق اور محاسبۂ اعمال کا مہینہ ہے۔ نفس آمارہ پر قابو پانے کی تربیت کا مہینہ ہے، غریبوں، بیواؤں، یتیموں، فاقہ کشوں اور بے سہاروں کی سرپرستی، یاوری خبرگیری اور ان کی بھوک پیاس کے احساس کا مہینہ ہے۔ اور یہ جان لینے کا مہینہ ہے کہ روزے کی روح تقویٰ ہے۔ اس لئے آج میں نے اپنی معروضات کا عنوان تقوی اور اصحاب تقویٰ یا متقین کی صفات رکھا ہے

تقویٰ

احتیاط اور نگہداشت کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تشریح کے مطابق تقویٰ نام ہے۔ اسلام کے دشوار گزار راستوں پر اس احتیاط و اہتمام کے ساتھ گزرنے کا کہ زندگی کا لباس اللہ تعالے کی نافرمانی کے کانٹوں سے نہ الجھنے پائے اس اعتبار سے متقی کے معنیٰ پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے، ہر کام کو سوچ سمجھ کر احتیاط سے کرنے والے اور دنیا کے جنگل میں ہر قسم کے کانٹوں یعنی گناہوں سے دامن سمیٹ کر چلنے والے کے ہوئے۔

لفظ تقویٰ ایسا جامع لفظ ہے۔ جو تمام احکام شریعت کی بجا آوری اور معاصی سے پرہیز کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اولیاء اللہ کی تعریف قرآن عزیز نے ان الفاظ میں کی ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

خوب غور سے سن لو۔ اولیاء اللہ پر نہ کوئی اندیشہ ناک وقت آنے والا ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کے ولی ہیں

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ جو لوگ کہ ایمان لائے اور جو اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ پس

ثابت ہوا

ولایت ایمان اور تقویٰ کا مجموعہ ہے۔ کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایمان اور تقویٰ کی دولت سے بہرہ ور نہ ہو۔

ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا قول ہے کہ ایمان ایک ننگی اور برہنہ چیز ہے۔ اس کا لباس تقویٰ، آرائش، حیا اور اصل مال عصمت و عفت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو خدا سے ڈرا اور جس نے تقویٰ کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا وہ زندگی پر قوی رہے گا اور خدا کے ملکوں میں نڈر اور بیباک ہو کر سیر کرے گا۔

یعنی

جو شخص خدا سے ڈرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا۔ تمام خواہشات نفسانی اس کے تابع ہو جائیں گی۔ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، نیند اور آرام سب اس کے ماتحت ہونگے۔ اُسے کسی قسم کا کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ اللہ کی زمین پر اپنے مولا کی مرضی کے مطابق تمام مخلوق سے بے غم ہو کر پھرے گا۔ صرف اللہ جل شانہٗ کا خوب اس کے پیش نظر ہوگا

اللھم اجعلنا منھم۔

مُتقین یا اصحاب تقویٰ کا ہدایت نامہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اللہ کا ڈر رکھنے والوں (پرہیزگاروں) کے لئے ہدایت ہے

دنیا میں ہر انسان کو سچے اصول معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان پر چل کر اپنا مقصد حاصل کر لے۔ اللہ تعالے نے کمال شفقت سے ہمیں کتاب عنایت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کتاب کی باتیں حکمت سے بھری ہوئی، سچی اور اٹل ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ یہ کتاب نازل تو ساری دنیا کے لئے ہوئی ہے اور اس کا خطاب بھی سارے جہانوں سے ہے لیکن چونکہ یہ کتاب مستقل ہدایت نامہ، دستورِ حیات اور اور مکمل و مفصل نقشۂ زندگی ہے۔ اس سے ہدایت یاب وہی ہونگے نفع وہی حاصل کریں گے۔ جن کے اندر حق کی طلب اور تلاش ہے اور جن کا ضمیر زندہ ہے۔ آفتاب اپنی جگہ عالمتاب سہی مگر اندھے کے لئے بیکار ہے۔ اگر کوئی اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو گناہ چشمۂ آفتاب کا نہیں قصور شپرہ چشمی۔ آخر ہر کام کے لئے کچھ سامان کی ضرورت ہوتی ہے، چلنے پھرنے کے لئے پاؤں ضروری ہیں۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں اسی طرح قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے اور استفادہ کے لئے دل کے اندر تقویٰ کا موجود ہونا لازم ہے۔ اگر دل کی زمین شور ہو تو قرآن کی بارانِ رحمت کیا فائدہ دے سکتی ہے ــــ اسی لئے فرمایا کہ یہ ہدایت ہے اللہ سے ڈر رکھنے والوں کے لئے

یعنی

ثابت ہوا کہ قرآن عزیز متقین یا اصحاب تقویٰ کا ہدایت نامہ اور دستور زندگی ہے۔

اصحاب تقویٰ کی صِفات

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ الخ مُفْلِحُوْنَ

ترجمہ! جو لوگ بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کے راستے پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

قرآن عزیز نے اس مقام پر اصحاب تقویٰ کی صفات گنوائی ہیں۔ جو شخص ان اوصاف کا حامل ہوگا متقی کہلائے گا ـــــ دنیا میں بھی فلاح پائے گا روز آخرت میں اُسے پورا پورا صلہ مل کر رہے گا۔

پہلی صفت

(۱) ان کا ضمیر زندہ ہوتا ہے ان کے دلوں میں خوف خدا کی جگہ ہوتی ہے (المتقین) ظاہر ہے دلوں کی زندہ زمینوں میں ہی نیکیوں کی آبیاری اور اعمال صالحہ کی کاشت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ان لوگوں کے لئے دستور ہدایت ہے جو نہایت خلوص اور پاک نیت سے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔

دوسری صفت

۲۔ ان کا اعتقاد اس مادی دنیا سے پرے ایک عالم غیب پر ہوتا ہے۔

(یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ)

قرآنی ہدایت کا پہلا اثر متقین یا اصحاب تقویٰ پر یہ ہوگا کہ وہ ایسی چیزوں پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں جن کا وجود ظاہری حواس سے بلند ہو ۔۔۔ ایمان کے بغیر دل میں بے چینی اور بے قراری ہی رہتی ہے۔ شک ایمان کی ضد ہے۔ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو شک تردد اور وہم وگمان دل میں جگہ بنا لیتے ہیں ۔۔۔ ایمان دار سخت سے سخت آزمائش اور کٹھن سے کٹھن مرحلے میں بھی جی نہیں ہارتا کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑا سہارا اور مضبوط آسرا رکھتا ہے۔

عالم غیب کا یہ عقیدہ دین کا مغز اور ایمان کی روح ہے اور دراصل ماننا بھی غیب ہی کا ماننا ہے۔ کسی شے کو اگر دیکھ کر مانا جائے تو یہ ماننا تو محض آنکھوں سے دیکھ کر کسی شے کا اعتبار یا اقرار کرنا ہے اور اس طرح آنکھوں کے دیکھے پر یقین ہوتا ہے۔ وحی الٰہی اور زبان نبوت پر اعتبار نہیں ہوتا۔ بن دیکھے کلام خداوندی اور زبان نبوت پر ایمان ویقین ہونے کا بہت بڑا اجر بارگاہ خداوندی میں ہے

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی مثال

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں غالباً سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے فرزند تولد ہوا۔ وہ بچپن ہی میں فوت ہوگیا۔ چونکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور نبوت کا سلسلہ آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ مشیت ایزدی کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی اولاد نرینہ حیات نہ رہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ع ۵)

لیکن ماں آخر ماں ہوتی ہے۔ مامتا نے بے چین کیا اور ام المومنین بچے کے غم میں پریشان رہنے لگیں۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے آپ کے پژمردہ چہرہ کو دیکھ کر فرمایا ۔۔ کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تیرا بچہ بہت ہی اچھے مقام پر چلا گیا ہے ۔۔۔ جنت میں اسے فرشتے کھلاتے اور حوریں لوریاں دیتی ہیں اور اس عالم ناسوت کی چند روزہ زندگی کے عوض اللہ نے اسے جنت کی ابدی زندگی عطا فرمادی ہے۔ اس کے باوجود اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں کہ خدا تجھے جنت میں تیرے بچہ کا مقام دکھا دے اور تو اسے اپنی آنکھوں سے جنت میں راحت وآرام کی زندگی گزارتے دیکھ لے ۔۔۔ یہ سن کر ام المومنین رضؓ نے صرف یہی فرمایا "حضور! مجھے اعتبار آ گیا۔ یقین ہوگیا۔ بعد میں پاس والوں نے سوال کیا کہ اے ام المومنین آپ تو بچے کے غم میں نڈھال اور اسے ایک آنکھ دیکھنے کے لئے بے حال تھیں لیکن جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کے لئے دعا کروں کہ جنت آپ کے سامنے آجائے تو آپ نے صرف یہی فرمایا۔ مجھے یقین آگیا۔ آپ نے یہ کیوں نہ فرما دیا کہ حضور دعا فرما دیجئے اس طرح آپ ایک طرف اپنے بچے کو دیکھ لیتیں اور دوسرے جنت کی زیارت سے اسی دنیا میں مشرف ہو جاتیں۔ کس کو خواہش نہیں کہ وہ جنت دیکھے۔ ایک دنیا اس کے لئے ترستی ہے۔ ایسی عجیب نعمت آپ نے گنوا دی!

اس پر ام المومنین رضؓ نے ایسا ایمان پرور جواب دیا کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ ایمان کی عظمت کا پتہ دے دیا اس ایک ایمان پر لاکھوں ایمان قربان۔ واقعی یہی شان ایمانی ہے اور یہ جواب ام المومنین ہی دے سکتی تھیں ۔۔۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے حضور دعا فرماتے تو مجھے جنت دیکھنے کی سعادت حاصل ہو جاتی۔ میں اپنے بچے کو بھی ضرور دیکھ لیتی لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اس طرح جنت میں اپنے بچے کا مقام دیکھنے اور جنت کی زیارت کرنے سے مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہوتا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یقین نہ ہوتا۔ اصل میں ایمان نام ہی اس کا ہے کہ اُدھر زبان نبوت سے بات نکلی اور ادھر مومن کے دل میں ترازو ہو گئی۔ کلام خداوندی اور زبان نبوت سے نکلی ہوئی بات کو فوراً بن دیکھے، بلاحیل وحجت مان لینے کا نام ہی درحقیقت ایمان ہے۔ پھر ماننے کی شان یہ ہو کہ شک کا کوئی کانٹا دل ودماغ میں نہ کھٹکنے پائے اور وہم وگمان کا شائبہ تک بھی ذہن میں نہ آنے پائے۔

صحابیؓ کا واقعہ

ایک صحابیؓ جنگ اُحد میں انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے انگور کھا رہے تھے۔ خیال یہ تھا کہ انگور کھا کر اور طاقت جسمانی بڑھا کر شریک جنگ ہوں گے۔ انہوں نے رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شہادت کا ثمرہ جنت علیا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے انگوروں کی طرف دیکھا۔ پھر کہا کہ ان کے ختم کرنے میں تو دیر لگے گی۔ میں جنت کے لئے اتنی تاخیر دیر کیوں کروں یہ کہہ کر انگور وہیں پھینک دیئے۔ میدان جہاد میں پہنچے، بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ اور بزم گاہ رضوان کو سدھارے۔ سچ ہے ایمان بالیقین شکوک اوہام کے حجاب چاک کر کے چہرہ حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے اور رویت ایمانی کا درجہ بصارت عینی سے بالاتر پہنچ جاتا ہے۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم غیب کی تمام حقیقتوں پر ایمان لے آئیں اور اللہ جل شانہٗ کے کل احکام جو سید الرسل امام الانبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہم تک پہنچے ہیں ان کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیں۔

تیسری صفت

(۳) ان کے تعلق مع اللہ کا ظہور یوں ہوتا ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور نماز کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

ایمان بالغیب کے بعد سب سے بڑی چیز پابندئ نماز ہے۔ نماز خدا کے آگے جھکنے، اپنی بندگی کا اظہار کرنے، اللہ سے گہرا تعلق پیدا کرنے اور امت مسلمہ کے تمام لوگوں میں نظم پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز بدنی عبادتوں میں سب سے اعلےٰ ہے ۔۔۔ نماز ہی اعمال میں سب سے پہلے فرض ہوئی ہے

اور سب سے اخیر تک فرض رہتی ہے نماز ہی کی بابت سب سے پہلے سوال بروز محشر ہوگا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترکِ نماز ہے۔ ایک اور حدیث ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ مَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ ۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا جس نے نماز کو ترک کیا اس نے دین کو گرا دیا

برادرانِ محترم

در اصل نماز ہی ہر انسان کو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو سکنے کا اعزاز عطا کرتی ہے۔ نماز ہی انسان اور رب میں سرگوشی و ہمکلامی کا راز کھول دیتی ہے اور نماز ہی کمالِ عبودیت ہے۔ اسی لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کے لئے نماز کو معراج اور حالت سجدہ کو بندہ کا بارگاہِ سبحانی سے قریب تر ہونا فرمایا ہے ـــــ اب وہ شخص بدقسمت ہی ہوگا۔ جو اس بلند مرتبہ پہ پہنچنا پسند نہ کرے۔

چوتھی صفت

(۴) اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یہ اللہ کی مخلوق پر صرف کرتے ہیں وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

اللہ کے ہاں سے انہیں جو بھی ظاہری و معنوی نعمتیں عطا ہوئی ہیں انہیں وہ اللہ ہی کے دین برحق کی راہ میں صرف کرتے ہیں اللہ کی مخالفت، عدوان و عصیان میں صرف نہیں کرتے اللہ کی راہ میں مال صرف کرنا بڑی قربانی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جسمانی عبادت تو کرتے ہیں۔ مگر مال خرچ کرنے کا نام نہیں لیتے۔ اس قسم کا بخل دنیا و آخرت دونوں جہان میں نقصان دہ ہے

عبادات تین قسم کی ہیں۔ قلبی، بدنی اور مالی ـــ یہاں تک تینوں عبادات کا ذکر کر دیا گیا۔ ایمان بالغیب قلب کا فعل ہے۔ نماز بدنی عبادت ہے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنا مالی عبادت ہے۔

پانچویں صفت

(۵) یہ رسول کے رسول برحق اور بہترین معلم و ہادی ہونے اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔

یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ

انبیاء تمام برحق ہیں۔ اور ان کی طرف جو صحائف یا کتب سماوی نازل ہوئیں وہ بھی سچی اور قابل احترام ہیں لیکن اطاعت صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن عزیز کی کرنا لازم ہوگی۔ وہی انسان کامیاب و کامران ہو سکتا اور متقی کہلا سکتا ہے۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو۔

چھٹی صفت

٦۔ پورے سلسلۂ وحی اور نظام ربوبیت نبوت کی تصدیق کرتے رہتے ہیں

وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

وحی آسمانی کا سلسلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ انسانیت کی عمر ـــ متقین کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی بھی تصدیق کریں ـــ اتباع صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کریں ـــ

یہاں ایک بات اور غور طلب ہے کہ صرف کتب سابقہ کا ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی کتاب حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نازل ہونے والی ہوتی تو ضرور اس کا تذکرہ کیا جاتا معلوم ہوا سلسلہ کتب آسمانی اور سلسلہ نبوت حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر قطعی ختم ہے ـــ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی کتاب خداوند قدوس کی طرف سے نازل ہوگی ـــ پہلے نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد صرف یہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی آئے وہ سب خدا کے بھیجے ہوئے تھے اور وہ اپنے اپنے زمانہ میں مناسب وقت تعلیم دیتے رہے

ساتویں صفت

(۷) ان کا کامل اعتقاد یوم جزا یا روز آخرت پر رہتا ہے

وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝

یہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے بعد آنے والی زندگی دار الجزا ہے۔ دنیا کی زندگی کے بعد عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے ـــ اور آخرت کی زندگی میں ہمارے ایک ایک کام کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اس غرض سے کہ انسان کا کوئی عمل بھی بے نتیجہ نہ رہ جائے اللہ جل شانہ نے ایک ایسا دن مقرر کر دیا جس روز ہر انسان اور ہر قوم کو اپنے ہر عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا ـــ چنانچہ عالم آخرت کا اس دنیا سے گہرا تعلق ہے وہ زندگی ہمارے دنیوی کاموں کا ہی نتیجہ ہوگی حدیث شریف میں آیا ہے

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو ہم یہاں بوئیں گے وہی وہاں کاٹیں گے ـــ اگر اس دنیا میں یہ دستور ہے۔ کہ ہم جو بوئیں تو جو ہی کاٹتے ہیں۔ آم کا بیج ڈالیں تو آم کا پودا ہی اگتا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ مکئی کا بیج بونے سے گندم اگ آئے تو یہ بھی ناممکن ہے کہ اس دنیا میں ہم بدی کا بیج بوئیں اور آخرت میں نیکی کا پھل کھائیں ـــ جو کریں گے سو بھریں گے۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

چنانچہ اسی لئے متقی لوگوں کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر کام کرنے سے پیشتر یہ اطمینان حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ عاقبت اور انجام کے لحاظ سے آسمانی تعلیمات اور خدائی ہدایات کے خلاف تو نہیں ہے۔ اصحاب تقویٰ کا ایمان عالم آخرت پر اس قدر مستحکم ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو زندگی ہی تصور نہیں کرتے۔ ان کا دھیان ہر وقت آخرت کی طرف لگا رہتا ہے وہ اس دنیا کو اپنا گھر اور اپنے رہنے کی جگہ نہیں سمجھتے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ

دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح کوئی راہ چلتا ہوا مسافر ہوتا ہے

مومن کا قید خانہ

حدیث میں آیا ہے کہ

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

چونکہ متقین و مومنین کے لئے دنیا ایک قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے مومن و متقی کو اس کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ دنیا کے سب کام کرتا ہے لیکن دل آخرت کے ساتھ لگا رہتا ہے

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ کا واقعہ

جس دن امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور آپ کو اٹھا کر مکان میں لائے تو آپ نے مکان میں آکر نماز پڑھی۔ لوگ عیادت کے لئے

باقی بر صفحہ ۱۷

ختم بخاری شریف پر حضرت درخواستی مدظلہ کا خطاب

امسال مدرسہ عربیہ مخزن العلوم و الفیوض خان پور کا ختم بخاری شریف مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء بمطابق ۳۰ رجب ۱۳۸۲ھ بروز جمعہ ہوا۔ قبل از نماز جمعہ و بعد از نماز جمعہ حافظ الحدیث حضرۃ مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی جو میں نے حتی المقدور قلمبند کی۔ اگر اس میں کوئی خامی ہو تو اسے احقر کی جانب منسوب کیا جائے

[احمد عبد الرحمٰن صدیقی نوشہرہ صدار
حال وارد خانپور برائے دورہ تفسیر]

(نوٹ) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی ہمارے اکابر اور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ چونکہ اللہ والوں کے الفاظ میں بھی تاثیر ہوتی ہے اس لئے ان کے الفاظ اسی طرح رہنے دیئے ہیں۔ کوئی تبدیلی ان میں نہیں کی گئی ——— (ادارہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ ۱۵ ع ۱) ———

اور۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ ——— خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
(الحدیث)

آج جمعہ کا دن ہے۔ دن بھی مبارک ہے، وقت بھی مبارک ہے۔ کلام بھی مبارک دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہم سب کو بھی مبارک بنا۔ آمین

اس وقت تقریر کے لئے نہیں بیٹھا۔ مختصر طریق پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، تقریر جمعہ کے بعد ہوگی۔ یہ جلسہ نہیں ہے حقیقت میں یہ تقریب ہے۔ ختم بخاری شریف کی ——— بھی اکٹھے ہیں۔ بزرگان دین بھی تشریف رکھتے ہیں، جو مسافر سفر طے کر کے قرآن و حدیث کی طلب میں نکلے تھے۔ ان کا نصیبہ اچھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو نوازا

قرآن مجید متن ہے۔ حدیث خاتم الانبیاء اس ...... کی شرح ہے۔ قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے ارشادات خاتم الانبیاء کی ضرورت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو قرآن و حدیث سے کچھ حصہ مل گیا۔

بزرگان دین کا طریقہ ہے کہ دستار بندی بھی کرائی جاتی ہے۔ یہ تقریب جمعہ کے دن اس لئے رکھی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام دنوں سے فضیلت کا دن اللہ تعالےٰ کے نزدیک جمعہ ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ بہشت میں داخل ہوئے۔ اور اسی دن قیامت ہو گی

کنز العمال میں روایت ہے جب جمعہ کا دن ہوتا ہے سب چیزیں دہشت میں ہوتی ہیں مگر انسان و جن نہیں ———

وَ اٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کا بیان فرمایا میری رحمت کی کوئی انتہا نہیں شفقت کی کوئی انتہا نہیں۔ تم جو کچھ مانگتے رہے میں دیتا رہا۔ میں دینے سے کبھی تھکا نہیں میں دینے سے کبھی رکا نہیں نیکوں کو بھی دیا۔ گنہگاروں کو بھی دیا مانگنے والوں کو بھی دیا۔ بے مانگوں کو بھی دیتا رہا۔ اتنا دیا کہ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا الآیۃ

دور ہی کیوں جاتے ہو وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ——— سر سے پاؤں تک کیسا نقشہ کھینچا، کھینچنے والا بھی بے مثال نقشہ بھی بے مثال۔ نقشہ کیسے کھینچا کس وقت کھینچا

جس طرح ہم نے چاہا بنایا۔ تم ہو تو سب انسان مگر رنگوں میں بھی اختلاف زبانوں میں بھی اختلاف۔ سوچنے پر انسان میں سب کچھ موجود ہے۔ چھوٹا سا سر ہے۔ اس میں کس طرح آنکھیں لگائیں۔ کس طرح کان لگائے۔ کس طرح ہونٹ بنائے۔ کس طرح نقش و نگار کھینچا۔ خدا نے پیٹ بھی دیا۔ پشت بھی دی ہاتھ بھی دیئے پاؤں بھی دیئے۔ انگلیاں بھی دیں۔ بال بھی دیئے۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالےٰ نے تمہیں بن مانگے دیں۔ الحمد للہ

روح بھی خدا نے بن مانگے دی۔ جسم بھی بن مانگے دیا۔ ان کی غذا بھی بن مانگے دی۔ جسمانی بیماریوں کا علاج بھی بن مانگے دیا اور روحانی بیماریوں کا علاج بھی بن مانگے دیا۔ جسم کے نشوونما کے لئے آسمان، زمین، چاند، سورج ستارے، باغات، درخت، پانی، ہوا سب چیزیں پیدا کیں۔ مگر اعلان فرما دیا۔ اے انسان یہ سب تیرے لئے ہے ——— مگر تو بھی اپنے مقصد حیات کو نہ بھلانا۔ کہ تو کس کام کے لئے آیا ہے۔

جسمانی خوراک کا انتظام بھی فرمایا۔ روحانی غذا کا انتظام بھی فرمایا۔ روحانی امراض کے معالج بھی بھیجے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام معالج روحانی تھے۔ انبیاء پر مختلف اوقات کتابیں بھی نازل کی گئیں کبھی تورات کبھی انجیل کبھی زبور کبھی دیگر صحائف آخری معالج جب تشریف لائے جن کا نام نامی تھا۔ محمد رسول اللہ اعلان کر دیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ الآیۃ۔ اور

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

نبی بھی آخری نبی آیا۔ دین جو ملا وہ بھی

آخری - اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین بھی آخری ملا - کتاب بھی آخری ملی اب نہ نئے دین کی ضرورت ہے - نہ نئی کتاب کی ضرورت ہے اور نہ ہی نئے نبی کی ضرورت ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ - بیشک انسان بڑے ظالم و ناشکرے ہیں - اللہ ہمیں ناشکری سے بچائے - شکر کی توفیق دے - یوں کہیں الحمدللہ - قرآن بھی بن مانگے ملا - خاتم الانبیاء بھی بن مانگے ملے - کتاب بھی بن مانگے ملی - ان کی شرحیں حدیث بھی بن مانگے ملیں - سبحان اللہ یہ دینی مدارس حقیقت میں قرآن و حدیث کی حفاظت کی تجویزیں ہیں - اللہ تعالیٰ ان حضرات پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے — جنہوں نے دین کے لئے قربانیاں دیں -

یہ مخزن العلوم بھی ایک مدرسہ ہے - خدا کی مہربانی ہے - جگہ بھی اچھی ہے - مسجد بھی شاہی ملی - مسافر طلبہ کے لئے مکان بھی مل گئے — مسافر و مقیم طلباء یہاں پڑھتے ہیں - آج جمعہ کے بعد بخاری شریف کا ختم ہوگا - یہ خدا کی مہربانی ہے - بن مانگے اللہ تعالےٰ نے دی ہے - احادیث نبویہ میں سب کتابوں سے بخاری شریف کا مقام اونچا ہے -

اللہ تعالیٰ کی شان ہے - دینے پر آئے تو غریبوں کو دے دے - لینے پر آئے - تو امیروں سے لے لے - دینے پر آئے تو بے دینوں کو دیندار بنا دے - اور لینے پر آئے تو بے دین کر دے - دینے پر آئے تو فرعون کے گھر آسیہ رض جیسی شریف پاک نیک عورت رکھے - بے نیازی پر آئے تو حضرت لوط علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام کے گھر میں بیویاں بے دین کر دے — عنایت پر آئے تو بادشاہ نجاشی کو حضور ص کا غلام بنائے اسلام کا شیدائی بنائے - ایک جوان حضرت جعفر رض کی تقریر سنی - اسلام کا دیوانہ، پروانہ شیدائی بن گیا - رتبہ بھی کیسا ملا - سبحان اللہ انتقال ہوتا ہے مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اطلاع دی - کہ آج نجاشی رخصت ہو گیا ہے - آنحضرت صلعم نے مہاجرین و انصار کو اکٹھا کیا تاکہ نماز جنازہ پڑھیں - سبحان اللہ وفات حبشہ میں اور نماز مدینہ میں - صحابہ رض کہتے ہیں، جب ہم صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے — حضور ص آگے بڑھے - ہم نے دیکھا کہ لاش سامنے پڑی ہے - فرشتوں کو حکم ہوا - کہ اس بادشاہ کی لاش مدینہ لے چلو تاکہ حضور ص جنازہ پڑھیں،

میں اس پر سوچتا رہا کہ جو اللہ فرشتوں کے ذریعے نجاشی کی لاش مدینہ منورہ لا سکتا تھا - اس پر بھی تو قادر تھا - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے حبشہ لے جاتے - مگر راز معلوم ہوا - کہ آقا غلام کے پاس نہیں جایا کرتا بلکہ غلام آقا کے ہاں جاتا ہے -

سمجھنے والوں نے سمجھ لیا - یہاں لوگ میلاد کرتے ہیں - مگر دعا کرتا ہوں کہ ذکر بھی ہو - عشق رسول بھی ہو - ادب بھی ہو - علم بھی ہو نعرے لگاتا اور دعویٰ کرتا آسان ہے - مگر محبت پیدا کرنی بڑی مشکل ہے - ادب والے کروڑوں چلے گئے یہ بے ادب ہیں جو کھڑے ہو کر حلوے پلاؤ کھا کر یار کو بلاتے ہیں - یار کو کہاں منگاتے ہو؟ اگر عشق ہے تو خود چل کے جاؤ - نہ کہ ان کو بلاؤ -

میرا عقیدہ ہے کہ بادشاہوں کے تاج و تخت ایک طرف اور مدینہ منورہ کے کتوں کے پاؤں کی غبار ایک طرف - حضور ص نے فرمایا: مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ۝

جو وہاں نماز پڑھے - وہ بھی جنتی ہو جاتا ہے - فرمایا - یہ میرا منبر حوض کوثر پر ہوگا - دعا کرتے ہیں کہ آج جس طرح عیدگاہ میں جمع ہوئے ہیں اسی طرح حوض کوثر پر بھی حضور صلعم کے جھنڈے کے سائے کے تلے جمع ہوں آمین -

یہ رجب کا مہینہ ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی - ہمارا عقیدہ ہے کہ معراج روح و جسم کے ساتھ ہوا - روح مع الجسد - فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ یہاں پر ب مصاحبت کے لئے ہے جانا ان کا تھا - پہنچانا رب کا تھا - جیسا کہ لفظ اسریٰ سے معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اسریٰ متعدی ہے - رات کے تھوڑے سے حصے میں ابتداء مسجد الحرام سے ہوئی - مسجد الاقصےٰ گئے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے - تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی بنے - سبحان اللہ حضور صلعم کا مقام کتنا اونچا تھا یہ سفر کیوں کرایا گیا

لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا کچھ عجائبات تبلانے تھے - ان عجائبات کو دیکھنے والی سوائے جناب محمد رسول اللہ کے اور کوئی آنکھ نہیں ہو سکتی - مگر نمونے کچھ تبلائے گئے سب کے سب نہیں - اور حضور صلعم کو معراج کے لئے منتخب کیوں کیا گیا - اس لئے اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ط

وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے - ہر ایک کی سن رہا ہے اور ہر ایک کو دیکھ رہا ہے - اللہ کے گیت گانے والا حضور صلعم جتنا اور کوئی نہ تھا - جیسے خدا سن رہا تھا گیت میں بھی حضور ص در یکتا اور پہچان میں بھی در یکتا اس لئے بے مثال نمونے تبلائے گئے - شکل و صورت میں بھی یکتا سیرت میں بھی یکتا، معراج بھی نرالی - شان بھی نرالی - ہر چیز نرالی - سُبْحٰنَ سے آیت کی ابتداء ہے - یعنی یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے کیا جس کی شان سب عیوب سے پاک ہے - اب نماز جمعہ کا وقت ہے نماز کے بعد بخاری شریف کی آخری حدیث شریف پڑھی جائے گی - سب حضرات تشریف رکھیں

نماز جمعہ کے بعد دوبارہ حضرت درخواستی مدظلہ نے خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد بخاری شریف کی آخری حدیث کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ الخ پڑھی اور فرمایا، خاتم الانبیاء علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھا کرو - پڑھنا تمہارا کام ہوگا فرشتوں کے ذریعے سے پیش کرانا میرے رب کا کام ہوگا - خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو درود شریف کا شوق ہے - خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ورد حدیث خاتم الانبیاء ص کا شوق ہے - فتنوں کا زمانہ ہے - حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ عنقریب فتنوں کا دور آنے والا ہے - اندھیری رات کی طرح - ان کا خیال رکھنا - صبح ایک شخص مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن اور صبح کافر ہوگا

حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم نے پوچھا - کہ اس سے نجات کیسے حاصل کی جائے تو فرمایا کہ اللہ کی کتاب - اس میں پہلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں - انصاف ہے، اللہ کی مضبوط رسی ہے - صراط مستقیم اور نور مبین ہے جو سرکش اس کتاب کو چھوڑے گا اس کو اللہ رسوا کرے گا اور جو اس کتاب کے علاوہ ہدایت ڈھونڈے گا اسے گمراہ کریگا"

سبحان اللہ! نصیبہ ان صحابہ رض کا جن کی دن

رات حضورؐ کے مبارک چہرے پر نظریں پڑتی تھیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب پریشانی ہوتی بس حضورؐ کے چہرے کو دیکھ لیا۔ ارشاد کو سُن لیا پریشانی جاتی رہی۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے۔ روشنی پھیل گئی۔ اور جب انتقال فرمایا تو اندھیرا چھا گیا۔ حضورؐ نے فتنوں سے بچنے کی تدبیر بتلائی کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ یہ کتاب جامع ہے۔ اس جیسی کتاب نہ آئی اور نہ آئے گی۔ یہ ایسی کتاب ہے۔ سبحان اللہ

دَرِ فیضِ محمدؐ وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضانِ گنہ کو دو خبر فیضِ محمدؐ سے
بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

آج کل احادیث پر اعتراض ہوتا ہے کہتے ہیں۔ کہ احادیث کی تدوین بعد میں ہوئی۔ میرے پاس وقت زیادہ نہیں ہے ورنہ میں بتلاتا بس صرف اتنا عرض کردوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قرآن کو ہم نے اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں متن کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ نے خود کی اور شرح کی حفاظت بھی خود کی۔ حافظ بھی تھے۔ کاتب بھی تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ خبردار مجھے اللہ نے قرآن دیا۔ قرآن جتنی بلکہ اس سے زیادہ اور وحی بھی عطا فرمائی۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ حضور کا ارشاد خواہش پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ وحی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اصحاب رسول کے مزاروں پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

مجھ سے پوچھا گیا ہے۔ کہ آپ نے جو مدرسہ بنایا ہے۔ اس کے عقائد کیسے ہیں؟ سنو ہمارا مسلک اہل سنت والجماعت ہے۔ ہمارے ہندوستان میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں۔ ان کے فیضان سے ہمارے اکابر نے دارالعلوم دیوبند، سہارنپور بنائے۔ دیوبند کا فیضان اس وقت اکثر اسلامی ممالک میں ہے۔ خدا کی شان ہے۔ جس جگہ رنگ چڑھ جائے۔ مٹانے والے مٹ جاویں گے۔ وہ رنگ باقی رہے گا۔ یہ مدرسہ یادگار ہے حضرت دین پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی۔

آج یہاں ہمارے اکابر بھی موجود ہیں۔ دوست بھی موجود ہیں۔

وہی جمعہ یاد آتا ہے۔ جب دین پور میں میں فارغ ہو رہا تھا۔ حضرت شیخؒ کی شفقت کا کیا بتلاؤں۔ مجھے شیخ کی دعا پہرہ دے رہی ہے

لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو نہیں مانتے میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے۔ جب تک بزرگ ہونگے۔ دنیا باقی ہوگی۔ جب دوستانِ خدا ختم ہو جائیں تو دنیا ختم ہو جائے یاد ہے کہ حضرتؒ کوئٹہ کے ویران جنگل میں بیٹھے تھے، ایک شخص آیا۔ اور اُس نے کہا کہ بیل گم ہوگیا ہے۔ دعا فرماویں۔ تو حضرتؒ نے فرمایا کہ میں تو سمجھا کہ خدا کو ڈھونڈنے والا کوئی آگیا۔ تم بیل والے آگئے۔ اس نے کہا میری بیوی پریشان ہے بیل مل جائے تو خدا کے لئے تیرے پاس آجاؤں گا۔ بیل مل گیا۔ گھر جاکر بیوی سے کہا یہ لو بیل۔ اب میں خدا کو ڈھونڈنے کے لئے جارہا ہوں

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا!
یا
چوں بہ صاحبدل روی گوہر شوی

سب انسان برابر نہیں، سب نگاہیں برابر نہیں۔ کاملوں کی نگاہ سے ویران دل روشن ہوتے ہیں، کاملوں کی نگاہوں سے جاہل عالم، غافل۔ عارف، ڈاکو۔ خدا کے گھر کے پاسبان بن جاتے ہیں۔

حضورؐ فرماتے ہیں " اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے خدا یاد آجائے،، یہ اللہ والوں کی نشانی ہے۔ کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجائے قرآن وحدیث پڑھنے کا۔ ذکر اللہ کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

اور موت۔ رب کی پیشی۔ قیامت یاد آجائے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسوں کی صحبت سے مستفیض فرمائے اور ایسے لوگوں کی صحبت سے بچائے۔ جن کے ہاں نہ نماز ہے نہ ذکر اللہ ہے۔ نہ قرآن وحدیث کا شوق ہے آمین

حضورؐ جمعہ کے دن تشریف لائے۔ حضرت صدیقؓ، حضرت فاروقؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ اور فرمایاؐ گواہ رہو۔ اسی طرح قیامت کے دن اٹھائے جاویں گے۔ سبحان اللہ

حبّ النبی رسول اللہ مفترض
وحبّ اصحابہ نور برہان

دین محمدی کے چار یار ہیں۔ ان کی یادگار پاکستان میں جمعیت علماء اسلام موجود ہے

کبرنی موت الکبرا

مجھے بڑوں کی موت نے بوڑھا بنا دیا
حضرت مدنیؒ دین پور تشریف لائے تھے واپسی میں میں بھی ملتان تک ساتھ گیا۔ حضرت مدنیؒ جلالی بھی تھے جمالی بھی تھے۔

اس کی حقیقت آپ یوں سمجھیں۔ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال وجمال دونوں کا عکس پڑا۔ پھر حضرت فاروقؓ میں جلال اور حضرت عثمانؓ میں جمال آیا۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ میں جلال وجمال دونوں کا عکس آیا۔ سبحان اللہ سب صحابہؓ میں کسی پر جلال اور کسی پر جمال کا عکس پڑا۔

ہندوستان میں سب سے پہلے جامع شخصیت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تھے ان میں بھی جلال وجمال تھا۔ ان کے بعد کاملین میں سے حضرت نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں حضرت تھانویؒ پر جلال اور حضرت مولانا محمد انور شاہؒ صاحب کشمیری پر جمال کا عکس پڑا اور حضرت مدنیؒ رحمۃ اللہ علیہ جامع جلال وکمال تھے۔

اسی طرح جلال وجمال کا سلسلہ سندھ میں ہی پھر چونڈی شریف کے حافظ محمد صدیق صاحب جلال وجمال کے مظہر تھے۔ حضرت دین پوریؒ میں جمال اور حضرت امروٹیؒ میں جلال آیا اور پھر حضرت مولانا احمد علی لاہوری میں جلال وجمال دونوں صفات تھے۔

اسی طرح بخاری شریف جلالی بھی ہے جمالی بھی ہے۔ ابتدا جلال سے ہوتی ہے انتہا جمال پر ہوتی ہے۔ آج جو حدیث پڑھی گئی ہے جمالی ہے میں تو رو رو کے بوڑھا ہوگیا۔ دیدار دیکھنے سے محروم ہوگئے۔ مکہ معظمہ میں استخارہ کیا معلوم ہوا کہ پاکستان خالی ہو رہا ہے۔ جب واپس کراچی پہنچے۔ تو پہنچنے سے پہلے پہلے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ جو اپنے صاحبزادوں کی حج سے واپسی پر استقبال کے لئے آئے تھے۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے پہلے انتقال فرما گئے

کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ انتقال فرما گئے۔ اس طرح دوسرے اکابر بھی، پچھلے سال رمضان میں ترجمہ پڑھا رہا تھا۔ اطلاع ملی۔ کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی رحلت فرما گئے۔ جن کی دعاؤں پر ہمیں بھروسہ تھا۔ اور تسلی ہوتی تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پتہ چلا کہ حضرت رائے پوریؒ بھی انتقال فرما گئے۔ اس کے علاوہ اور کچھ حضرات بھی چلے گئے۔ اب تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید پر قائم رکھے۔ حضرت دین پوریؒ کی جماعت کو صحیح عقیدے پر قائم رکھے ان کے خاندان کو دین کے ساتھ نوازے۔

آج کل چور پھیل گئے ہیں۔ کوئی ایمان کے چور ہیں کوئی مال کے چور ہیں۔ سب فکر میں ہیں کہ مال نہ اُجڑ جائے دین کی حفاظت کی تمہیں کوئی فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دین

کے چوروں سے محفوظ رکھے - اسی طرح مال کے چوروں سے بھی محفوظ رکھے - آمین

حدیث شریف میں فرمایا کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ دو کلمے رحمٰن کو پیارے ہیں - رحمٰن کی تخصیص کیوں فرمائی - اللہ تعالےٰ کے تو اور اسماء بھی ہیں یہ اس لئے کہ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ - میری رحمت غضب پر سابق ہے میرے نام اور بھی ہیں - مگر رحمان میں ایک خاص شان ہے -

رحمٰن نام بھی پسندیدہ - اس کلمہ کو پڑھنے والے بھی پسندیدہ ہو جاویں گے اب محبت تیز ہوگئی - اوپر سے بھی کشش ہوئی - محبت خدا کی شوق انسان کا - زبان خود بخود تیز چلنے لگی اس لئے فرمایا - خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ زبان پر ہلکے ہیں - اس طرف حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی اشارہ فرمایا ہے - کہ واقعہ معراج میں براق کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نظر پڑتی تھی جبرئیلؑ نے حضورؐ سے کہا - کہ خدا نے بلایا ہے - کشش ہوئی کشش نے براق کو ٹھہرنے نہ دیا اس کشش کی یہ تاثیر ہے کہ آسمانوں میں چین نہ آیا - سیدھا منزل مقصود پہنچ کر ٹھہرے اور کلمے آخر میں ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ یہ دو کلمے میزان بھاری ہیں - یہ اس لئے کہ ابتداء بخاری شریف میں حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے - نیت خالص ہونی چاہیئے - آخر میں فرمایا کہ اگر اعمال کی ثقالت چاہتے ہیں - تو کس طرح حاصل ہوگی پڑھا کرو -

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

یہ دونوں وظیفے ہیں - سبحان اللہ اور الحمد للہ سبحان اللہ کا معنی ہے کہ ہم اپنے خدا کو پاک سمجھتے ہیں - ان چیزوں سے جو اس کی شان کے مناسب نہ ہوں مگر یہ کلمے بھاری تب ہوں گے جب دل میں یقین ہو - ہمارا رب عیب سے پاک ہے اس کی نظیر نہیں ہے لم یزل ولایزال ہے - سبحان اللہ

الحمد للہ - ہم ملتبس ہیں تیری حمد کے ساتھ پاک سمجھتے ہیں نقائص سے عیوب سے - شریک سے - اور عظیم بھی سمجھو - دل میں عظمت باری تعالیٰ کا خیال ہو - وہ عظیم الشان ہے - اس کی قدرت کے ساتھ کسی کی قدرت نہیں - اس کے تصرف میں کسی کو دخل نہیں ہے ، شاہی میں کسی کا حصہ نہیں - خزانے میں کسی کا حصہ نہیں اور اس کے علم کے ساتھ کسی کا علم برابر نہیں

جو کچھ علم حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک ملا ہے - سب بواسطہ جبرئیلؑ اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور آخر میں ہمارے ہادی مرشد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم ملا جو ان سب سے زیادہ تھا - مگر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمادیا ہے

" وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا "

جو کچھ میں نے علم سے دیا وہ میرے مقابلے میں تھوڑا ہے

اگر دریا سب کا سب سیاہی بن جائے اور سب درخت قلمیں بن جائیں - تو اللہ کی معلومات ختم نہیں ہو سکتیں -

رات کو آیۃ الکرسی پڑھکر سو رہیں تو شر سے محفوظ رہیں گے - مگر پڑھے بھی صحیح عقیدہ بھی صحیح رکھے -

اللہ تعالےٰ کے علم کا کوئی اندازہ نہیں کسی کو جتلائے تو مالک ہے نہ جتلائے تو مالک ہے دینے پر آئے تو دیر نہیں - لینے پر آئے تو دیر نہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ علم دیا - ملتا رہا - اب گنبد خضراء میں بھی مل رہا ہے - قیامت کے دن بھی ملے گا - نہ خدا کا دینا ختم ہوگا - نہ رسول اللہ ؐ کا لینا ختم ہو گا -

قیامت کے دن جب تمام انبیاء نفسی نفسی پکاریں گے - تو حضور شفاعت فرماویں گے -

آخر میں ایک دعوت ہے - اور وہ یہ کہ آپ سب جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان سے مل جاویں - کیونکہ اس کا نصب العین دینی معاشرہ و اسلامی نظام قانون ہے -

زندگی کچھ بھی نہیں تیری محبت کے بغیر
اور بے روح محبت ہے اطاعت کے بغیر

لوگ صرف نعرے لگا رہے ہیں - صرف جسم ہے روح مفقود ہے - جمعیت علماء اسلام جو کہتی ہے - وہی کرتی ہے - روح و جسم دونوں قائم اللہ تعالےٰ ہمیں فہم صحیح عطا فرمائے - آمین -

جمعیت علماء اسلام کہتی ہے کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا آئین نافذ نہ ہو - دستور مکمل نہیں ہوسکتا - کوئی ملک ہو - پاکستان ، ترکستان - عرب ، کوئی دستور کوئی نظم قابل قبول نہیں جب تک قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو - کیا ان باتوں سے تم لوگوں کو اتفاق ہے - اب تو ماشاء اللہ سب جمعیت میں داخل ہو گئے - اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر چلائے - جمعیت کے اندر جماعت ہے - ہر مسلمان کو شامل ہونے کی اجازت ہے حضور نے سواد اعظم کے راہ پر چلنے کی تلقین فرمائی - حضرت سفیان ثوریؒ سے پوچھا گیا - کہ سواد اعظم کون ہیں - تو انہوں نے فرمایا ، کہ اہل السنت والجماعت جو حق پر ہوں - قرآن و حدیث پر چلنے والے ہوں - پھر پوچھا کہ حضرت اگر وہ کم ہوں - تو سفیان ثوریؒ نے فرمایا - کہ اگرچہ ایک ہی ہو -

آخر میں اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ قرآن و حدیث کے پڑھنے کا شوق نصیب فرمائے - زبان پر ذکر اللہ جاری رہے - خاتمہ بالایمان ہو وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

عرب کا تاجدار آیا

(حامد اصغر امرتسری آرائے بازار لاہور چھاؤنی)

وہ دیکھو نور برساتا عرب کا تاجدار آیا
بہاریں جگمگا اٹھیں کہ وہ جان بہار آیا
وہ لہراتا ہوا توحید کا پرچم فضاؤں میں
یتیموں بے نواؤں بے کسوں کا غمگسار آیا
وہ جس کے فیض بے پایاں سے عالم میں اجالا ہے
وہ مہتاب منور، آفتاب نور بار ..... آیا
وہ جس کے دم قدم سے رُخِ ہستی پہ پھبن آئی
وہ جان ہر مسلمان آیا حبیب کردگار آیا
گرے بت ٹوٹ کر تیری ولادت کی یہ عظمت تھی
لبوں پہ ان کے بھی نام محمدؐ بار بار آیا
شب معراج حوریں اور ملائک گیت گاتے تھے
فرشتے شکر کرتے تھے عرب کا شہسوار آیا
کہا حق نے کہ بخشش کے لئے کیا ساتھ لائے ہو
لب اصغر پہ نام مصطفےٰ بے اختیار آیا

اطلاع

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ عبیداللہ انور مدظلہ تین ماہ تک دورۂ تفسیر کے سلسلے میں مصروف رہیں گے - ملاقات کرنے والے حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس عرصہ میں ملاقاتیں موقوف فرما دیں تاکہ درس میں حرج واقع نہ ہو

(ادارہ)

روح پرور مہینہ

مولانا عبدالماجد دریا آبادی

بہار کا موسم آتے ہی چمن دہر میں روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں، خشک درخت سبز ہو جاتے ہیں، پھول کھلنے لگتے ہیں جسم انسانی کی رگوں میں تازہ خون کی گردش ہونے لگتی ہے سوئی ہوئی امنگیں جاگ اٹھتی ہیں اور چستی و توانائی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ جسم و مادہ کی کائنات میں آفتاب کا ایک پورا دورہ گزر جانے کے بعد یہ موسم آتا ہے اور طبیبوں کا بیان ہے کہ جسم سے مادہ فاسد کے دفع کرنے اور مسہل لینے کا یہ بہترین زمانہ ہے ٹھیک اسی طرح روح و جان کی کائنات میں بھی چاند کا ایک پورا دورہ گزر جانے کے بعد موسم بہار آتا ہے ماہتاب کو عشق کے سودا زدوں سے مناسبت ہے۔ ظاہر ہے، ماہتاب جب اپنے سالانہ سفر کا چکر ختم کرتا ہے تو عشق و محبت کی اقلیم میں پھر شوریدگی و جنون کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور سال کے گیارہ مہینے کے اندر غیریت کی جو کدورتیں جم جاتی ہیں طبیعت ان کے دفع کرنے کے لئے بے قرار ہو جاتی ہے، اسی لئے رحمت کاملہ و محبوبیت مطلقہ نے اپنے وفا شعاروں، اپنے سرمستوں کے لئے ایک خاص مہینہ ماسوا سے بےتعلق و بے نیاز رہنے کا مقرر کر دیا۔ جس کو اصطلاح میں ماہ رمضان سے موسوم کرتے ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الخ

اے حسن ازل سے پیمان وفا باندھنے والو۔ اے اپنے محبوب کی یکتائی کا کلمہ پڑھنے والو، اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو، آؤ، اپنے طریق عشق و آئین الفت میں ایک مہینہ تک ماسوا پر نظر کرنا تک ناجائز سمجھو، اور اپنی تمام نفسانی لذتوں کو اس بڑی اور حقیقی لذت کے تصور پر قربان کرتے رہو، (صوم کے معنیٰ ہیں باز رہنے اور رکنے کے، خواہ کھانے سے ہو یا کلام کرنے سے یا کسی اور چیز سے، جس پر نفس حریص ہو یا جو طبیعت کو مرغوب ہو۔

الصوم فی الاصل الامساك عن الفعل مطعما كان او كلاما او شيئا (راغب)

الصوم امساك عن طعام او كلام او نحوهما (سجستانی)

الصوم فی اللغة الامساك عما تنازع اليه النفس (بیضاوی)

یہی نفسانی لذتیں، اس شاہد حقیقی کے وصال کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔

یہ شرط محض تمہارے ساتھ مخصوص نہیں، اکیلے تم ہی اس آزمائش میں نہیں ڈالے گئے ہو، بلکہ تمہارے اگلوں میں سے جس جس گروہ نے ہم سے پیمان وفا باندھا، جس جس جماعت نے راہ الفت میں قدم رکھنے کا دعویٰ کیا، ان سب کو اپنے دعویٰ کا کچھ ایسا ہی ثبوت پیش کرنا پڑا ہے۔ ان سب کو کچھ ایسی ہی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا ہے، ہراساں نہ ہو، بہتوں کی آزمائش اسی طرح ہو چکی ہے۔ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔ اور اس حکم سے غرض تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں تمہاری جان کو ہلکان کرنا نہیں، بلکہ مقصود صرف تمہاری ہی فلاح و بہبود ہے۔ تمہارے ہی کمالات کی نشوونما اور تمہاری ہی ترقی ہے۔ تم ہی میں ضبط نفس پیدا کرنا ہے۔ تم ہی کو خواہشات نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا ہے تمہاری پاکیزگی کی چھپی ہوئی قوت کو ابھارنا اور تمہیں حیوانیت کے غار سے نکال کر ملکوتیت کے آسمان پر پہنچانا ہے تمہاری بوالہوسی جو تمہاری خودداری پر غالب آ جاتی ہے، اسی کو توڑنا منظور ہے۔ تمہاری ہی راہ عروج میں ہر طرح کی سہولت پیدا کرنی مدنظر ہے۔ اور تمہارے ہی چھپے ہوئے اندرونی دشمنوں، یعنی بدی کی طاقتوں کو ہلاک و نابود کرنا مقصود ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اور پھر یہ آزمائش بھی دائمی نہیں، تمہاری ساری عمر کے لیے نہیں کسی بڑی طویل مدت کے لئے نہیں بلکہ صرف گنتی کے چند روز یعنی گیارہ مہینہ کے بعد رمضان کا ایک مہینہ ——— أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ

پھر ان عاشقین صادقین اور مومنین مخلصین میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود اپنے صدق و خلوص کے اپنی جسمانی کمزوری یا پردیس میں ہونے کی بنا پر آسانی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل نہ کر سکیں گے ان کے لئے یہ آزمائش زیادہ سخت ہوگی۔ ایسے معذوروں کے لئے اس کی اجازت ہے کہ انہیں جب اطمینان و فراغت نصیب ہو تو اس ماہ مبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کریں "مکمل" بیمار اگر اپنے جذبۂ دل میں صادق ہے تو اس کے لیئے سال کا ہر موسم موسم گل کا حکم رکھتا ہے فَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ بعض بیچارے ایسے بھی ہوتے ہیں، جو بہ سبب اپنی جسمانی کمزوری یا کسی اور مجبوری کے ماہ مبارک کے بعد بھی، روزہ رکھنے میں سخت مشقت محسوس کرتے ہیں ایسوں کے لیئے یہ رعایت ہے کہ وہ اپنی معذوری کے کفارہ کے طور پر کسی صاحب احتیاج کو پوری طرح کھانا کھلا دیا کریں۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ

اس رخصت و اجازت کے باوجود بھی اگر کوئی شخص محنت و مشقت گوارا کرکے اس بڑی نیکی یعنی روزہ کو اختیار کرتا رہے یا ایک مسکین سے زائد کو کھلاتا پلاتا رہے، تو اس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا۔ ایسی نیکی جو فرض نہ رہی ہو اگر اختیار کی جائے تو اس کے افضل و برتر ہونے میں کیا شبہ۔ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ یہ ایک عام اصول بتایا گیا۔ باقی اگر روزہ کی حقیقت پر نظر ہو جائے روزہ سے جو باطنی ترقیاں مقصود ہیں اگر ان کا علم ہو جائے تو کون ایسا ہے جو روزہ کی جانب بہ شوق و رغبت نہ دوڑے۔ یہ ماہ مبارک صرف اسی لحاظ سے مبارک نہیں کہ اس میں انسان صبر و ضبط کی خدائی طاقتوں سے نوازا جاتا ہے بلکہ اس خیر و برکت والے مہینہ کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اسی ماہ میں اول اول، دنیا کے لئے بہترین کامل ترین و جامع ترین ہدایت نامہ اتارا گیا۔ اسی چاند میں انسانیت کے ظلمت کدہ کو نورانیت کے بدر کامل سے پر انوار بنایا گیا اور اسی بابرکت موسم میں انسان کے کان میں پہلی بار نغمۂ ازل کی سریلی آواز، بیہوش کو بیدار اور ہوشیار دل کو مست کرنے والی پکار پہنچی، جس سے بڑھ کر کوئی دولت جس سے اونچی کوئی نعمت، جس سے برتر کوئی رحمت، عالم تصور میں بھی موجود نہیں شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ———

قیس عامری کے پاس اگر لیلیٰ کا کوئی مکتوب یا پیام آ جاتا، تو کس طرح وہ اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہو جاتا، اور اس مبارک گھڑی کو کس قدر عزیز رکھتا! حسن ازل کے شیدائی بھی، نامۂ یار کے ورود کے زمانہ کو کیونکر بھول سکتے ہیں۔ جب جب یہ زمانہ آئے گا، اس کی یاد میں بیتاب ہو جائیں گے، اور اس پاک گھڑی کی پاک سالگرہ منانے میں اپنی بھوک پیاس تک کو بھول جائیں گے۔

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔

موسم بہار کی فرحتیں، طراوتیں اور نشاط انگیزیاں بڑے سے بڑے افسردہ دلوں تک میں امنگ پیدا ہی کر دیتی ہیں۔ اور گل و گلزار کی سیر سے کوئی محروم رہنا نہیں چاہتا۔ ماہ مبارک کی برکتوں فضیلتوں اور نعمتوں کا ذکر سن کر بڑے سے بڑے بدہمت اور افسردہ دل کی رگوں میں جوش پیدا ہو جانا، اور بڑے سے بڑے فرزانہ و دور اندیش میں شورش و شوریدگی کا ابھر آنا قدرتی ہے حالانکہ یہ آزمائش صرف ان کے لئے ہے جو اس کی جسمانی قوت بھی رکھتے ہیں معذوروں پر خواہ مخواہ بار مشقت ڈالنا ہرگز مقصود نہیں، ان کے جذبۂ شوق کو تسکین دینے کے لئے ایک بار پھر اس ارشاد کی ضرورت ہوئی، معذوروں کو ان دنوں کی گنتی بعد میں پوری کر لینی چاہیئے کہ مقصد آسانیٔ راہ ہے نہ کہ تنگی۔ اللہ کی بڑائی کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کا مقصد بعد کو بھی گنتی کے دن پورے کر لینے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

یہ پر بہار موسم جب کسی کے شوق و ارمان میں گذرے گا، یہ متبرک گھڑیاں جب کسی کی یاد میں بسر ہوں گی، یہ مبارک دن جب کسی کے اشتیاق میں بغیر بھوک پیاس کے صرف ہوں گے، یہ برکت والی راتیں جب کسی کے انتظار میں آنکھوں ہی میں کٹیں گی تو ناممکن ہے کہ روح میں لطافت، قلب میں صفائی، اور نفس میں پاکیزگی پیدا نہ ہو جائے۔ حیوانیت دور ہو گی، ملکوتیت نزدیک آئے گی۔ اور انسان خود اپنی ایک جدید زندگی محسوس کرے گا، ایسی حالت میں بالکل قدرتی ہے، کہ سوزِ دل اور تیز ہو جائے قرب و وصل کی تڑپ اور بڑھ جائے، تزکیہ و مجاہدہ کے اثر سے زنگ دور ہو کر کسی کا عکس قبول کرنے کے لئے آئینہ قلب بے قرار و مضطر ہونے لگے۔ ٹھیک یہی گھڑی، ذوق طلب اور ذوق عطاء سوال اور اجابت، دعا اور مقبولیت، حاجتمندی اور کریمی، گدائی اور شاہی، بندگی و بندہ پروری کے درمیان ناز و نیاز کی ہوتی ہے، اس لئے قدرتاً اس منزل پر پہنچتے ہی حجلۂ غیب سے یہ صدائے بشارت کان میں آنے لگتی ہے، کہ اے ہمارے پیام پہنچانے والے، ہمارے شیدائی ہمارے پرستار، ہمارے بندے، اگر تم سے ہمارا پتہ پوچھیں تو ان کو بتا دو کہ ہم ان سے کچھ دور نہیں۔ ہم تو ان سے بہت ہی قریب ہیں، ہمیں دل کی تڑپ کے ساتھ پکاریں تو سہی، ہم فوراً ان کی پکار کو سنیں گے۔ وہ صرف ہم سے اپنی لو لگائے رہیں، اور ہم پر بھروسہ رکھیں اس سے وہ سیدھی راہ پاکر اور منزل مقصود تک پہنچ کر رہیں گے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○

ماہِ صیام

اس ماہ میں رب کی بندوں پر مخصوص عنایت ہوتی ہے
روزوں کی فضیلت ملتی ہے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے
کچھ شوقِ عبادت بڑھتا ہے کچھ جذبۂ طاعت بڑھتا ہے
ہر آن خیال مومن میں اللہ کی طاعت ہوتی ہے
اے صلِّ علیٰ مومن کے لئے یہ آیۂ رحمت ہوتا ہے
ظاہر کی طہارت ہوتی ہے باطن کی طہارت ہوتی ہے
اس ماہِ مقدس کا ہم نے اعجاز یہ خود بھی دیکھا ہے
گم کردۂ منزل کو اکثر منزل کی ہدایت ہوتی ہے
ایماں کی حرارت والوں پر اتمام کرم ہو جاتا ہے
ہر سال خدا کی رحمت سے حاصل یہ سعادت ہوتی ہے

ماہِ رمضان

حافظ محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل - لاہور

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۰ (پ۲ سورہ بقرہ)

ترجمہ! رمضان شریف کا مہینہ وہ مہینہ ہے - جس میں قرآن نازل ہوا

- - - - - - - - -

- - - - - - گویا رمضان شریف کا مہینہ قرآن کی سالگرہ ہے - جس طرح لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ مناتے ہیں - قرآن جو اسلامی نظام کا ضابطۂ حیات ہے اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے اس کی سالگرہ بھی گرمجوشی سے منانی چاہیئے - قرآن کریم اس مہینے (رمضان شریف) میں لوح محفوظ سے بیک وقت آسمان دنیا پر نازل... ہوا، جیسا کہ سورۂ " انا انزلنٰه فی لیلة القدر " سے ظاہر ہے - اور پھر آسمان دنیا سے حسب ضرورت تیئس۲۳ سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا - اور پہلی وحی بھی ماہ رمضان میں نازل ہوئی -

رمضان کا لفظ " رمض " سے لیا گیا ہے جس کے معانی حرارت دینے دبھٹی کے ہیں - وہی بھٹی جس میں کپڑے نکھارتے ہیں (گویا رمضان المبارک ہماری روحانی میل کچیل اور کثافت نکھارنے کا مہینہ ہے اہل اللہ اور اہل طب روزے کی جسمانی اور روحانی برکات سے خوب واقف ہیں - رسول اللہ کا فرمان ہے - اس پر خدا کی لعنت جو رمضان کا مہینہ پائے مگر خدا کو راضی کر کے گناہوں سے پاک صاف نہ ہو جائے -

قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور اسی وقت یہی کلام خدا سے ہمکلام ہونے کا ذریعہ ہے یہی وہ واحد سرچشمہ ہے - جس کے ذریعے ہم خدا اور رسولؐ کو دیکھتے ہیں - ورنہ ہم چشم باطن سے تو خدا اور محبوب خدا کو نہیں دیکھ رہے - پس کتنی بابرکت ہے یہ کتاب جو ہمیں خدا سے ہمکلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متعارف کراتی ہے یہی کتاب عبادات سے لے کر معاملات تک رہنمائی کرتی ہے - یہی کتاب راعی اور رعایا کے حقوق کی حفاظت سکھاتی ہے - یہی وہ کتاب ہے - جس کا پڑھنا ثواب، سمجھنا برکت اور جس پر عمل نجات ہے - کتنا بابرکت ہے یہ مہینہ جس مہینے میں ایسی بابرکت کتاب نازل ہوئی - اس مہینے کی ایک رات کا ذکر یوں ہے کہ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا اور لیلۃ القدر کی کیفیت یہ ہے کہ اس رات کی عبادت عام تراسی ۸۳ سال اور چار ۴ ماہ کی عبادت سے بھی افضل ہے -

اللہ! اللہ! کتنی بڑی رحمت ہے اتنی تو آجکل عمر بھی نہیں ہوتی - کتنی بابرکت ہے یہ رات اور کتنا بابرکت ہے یہ مہینہ جس میں قرآن پاک نازل ہوا - دراصل قرآن پاک کی یادگار قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے روزے فرض کئے ہیں - کیونکہ اس مہینے میں جبریل امینؑ رسول پاکؐ کے ساتھ دور کیا کرتے تھے - ہمیں بھی اس کتاب پاک کا سالانہ جشن گرمجوشی سے منانا چاہیئے، پھر اللہ کی رحمت اور بخشش بے حساب ہے - اگر اُسے دس گنا ہی شمار کیا جائے تو خدائے قدوس کی بخشش اور رحمت کا حساب ہی نہیں لگا سکتے - پس ہمیں اس رحمت اور بخشش سے بھرپور اور معمور مہینے کی قدر کرنی چاہیئے - دن کے وقت روزہ اور رات کے وقت قرآن سننا چاہیئے - اور قرآن اس طرح پڑھنا چاہیئے جیسے قاری خود خدا سے ہمکلام ہو رہا ہے اور اس قدر محبت سے پڑھے گویا خود اس پر قرآن نازل ہو رہا ہے - پھر دیکھیں رحمت کی کتنی بارش ہوتی ہے اور گناہ کیسے دھلتے ہیں -

رمضان ایک کٹھالی ہے - جس طرح سُنار کٹھالی میں سونا ڈال کر نکھار لیتا ہے - اسی طرح جو مسلمان اپنے آپ کو رمضان کی کٹھالی میں ڈالتا ہے یعنی احترام سے روزے رکھتا ہے - وہ اپنے آپ کو رحمت ایزدی کا اہل بنا لیتا ہے - اسی لئے فرمایا ہے کہ عید کے دن میرے بندے ایسے پاک ہوتے ہیں جیسے انہوں نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں - یعنی بالکل نوزائیدہ اور معصوم بچے کی مانند بے گناہ ہو جاتے ہیں -

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے محض خدا ہی کے لئے روزہ رکھا اور محض خدا ہی کے لئے رات کو عبادت کی اور محض خدا ہی کے لئے قدر کی رات قیام کیا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں - مہینے کے تین عشرے ہوتے ہیں - رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا برکت اور تیسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے - پھر تو کوئی بدبخت ہی رمضان شریف کے مہینے میں بخشش سے محروم رہ سکتا ہے ورنہ یہاں تو خم کے خم لنڈھائے جاتے ہیں بخشش اور رحمت کا عام فیض جاری ہے دراصل رمضان شریف کا مہینہ خدائے رحیم کا خاص اپنا مہینہ ہے - فافہم)

ناظرین! باقی سب عبادات میں ریاکاری کا شائبہ ہو سکتا ہے - کیونکہ ظاہرداری آجاتی ہے - نماز، حج، زکوٰۃ ظاہری عبادات ہیں لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جسے خدا اور روزہ دار کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے فرمایا کہ روزہ محض میرے لئے ہے - اور میں ہی اس کا صلہ " یعنی بخشش " دوں گا

قارئین! آپ کو پتہ ہے کہ خداوند کریم ہر نیکی دس گنا بڑھا دیتے ہیں - اچھا تو اگر تیس ۳۰ روزے رمضان میں رکھے اور چھ روزے عید کے بعد شوال میں رکھے تو کل ۳۰ + ۶ = ۳۶ ہوئے - اسلامی سال میں یہی ۳۶۰ دن ہوتے ہیں - اور اگر ہم چھتیس کو دس سے ضرب دیں تو تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں - خدا کی کتنی رحمت ہے - کہ چھتیس دن روزے رکھنے سے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے - روزے کے جسمانی فوائد آپ پہلے شمارے میں پڑھ چکے ہیں، اور روحانی فائدے آپ پڑھ رہے ہیں - آخر معاشرتی فائدے بھی بتائیں

آج کل معاشرتی بہبود کا بڑا چرچا ہے - فرمایا جس نے روزہ رکھا، جھوٹ، چغلی اور فضول بکواس سے باز نہ آیا - اسے بھوکا پیاسا رہنے کی ضرورت نہیں - مزید فرمایا غلیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے - نیز ارشاد ہے - کہ اگر کوئی بُرا بھلا بھی کہے - تو صرف اتنا جواب دے کر گذر جاؤ - انی صائمٌ میں روزے سے ہوں! سبحان اللہ! معاشرتی مصائب کے لئے روزہ کتنی بڑی ڈھال ہے

کہ بدظنی اور تجسس تک کی راہ مسدود کر دیتا ہے، جو بے شمار سماجی برائیوں کی جڑ ہیں۔ کاش ہم روزے کی ظاہری اور باطنی حکمت سے آگاہ ہوتے۔ لیکن اس حکمت سے آگاہی بھی قرآن خوانی سے ہوگی، افسانہ خوانی سے تھوڑا ہوگی

دراصل ہمارا رحیم و کریم رب روزے کے ذریعے ہمیں ضبط نفس اور تحمل و برداشت کا خوگر بنا کر ہمارے حیوانی جذبات کو ملکوتی صفات میں تبدیل کرنا چاہتا ہے ؎

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

ملکوتی صفات پیدا بھی روزے ہی کے ذریعے ہو سکتی ہیں۔ اور انسانی کمال یہی ہے۔ کہ انسان خلق عظیم کا مظہر بن جائے۔ اور مخلوق خدا کے لئے زحمت کے بجائے رحمت کا پیغام بن جائے۔ الحاصل روزے کے بے شمار روحانی، جسمانی، تمدنی اور معاشرتی فضائل ہیں (ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنا نام روزے داروں کی فہرست میں لکھوائیں) پھر روزوں کے آخری دنوں میں ....ایک ایسا کفارہ تجویز فرمایا ہے۔ کہ بظاہر تو روزے میں کسی غلطی کا ازالہ ہے۔ مگر حقیقت میں معاشرہ کے غریب طبقہ کی معاشی بدحالی کا علاج ہے۔ اور اس سے ایک عالمگیر اخوت اور برادری کی بنیاد رکھنا مقصود ہے، کہ سب لوگ ایک ہی جذبہ سے عید منائیں اور انسان کو انسان سے اُنس پیدا ہو۔ روحانی قوتوں میں ترقی اور حیوانی خواہشات میں کمزوری ہو اور مسلمان انسان کامل بن جائے۔ اور یہی منشاء ایزدی ہے

حضرات! معلوم نہیں اسے کون سی ادا پسند آ جائے اور ہماری بخشش کا سامان ہو جائے ؎

"رحمت حق بہانہ می جوید"

ایک یہودی اپنے بچے کو احترام رمضان پر مجبور کرتا ہے۔ اور احترام نہ کرنے پر بچے کو طمانچہ مار کر خدا کی رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ تو ہم مسلمان ہو کر اس کی رحمت کے اہل نہیں ہو سکتے۔ ضرور ہو سکتے ہیں۔ مگر جذبہ کی ضرورت ہے۔ اگر خدا کو اس یہودی کی یہ ادا پسند آ گئی۔ تو ہماری کوئی حرکت بھی پسند آ جائے۔ اور بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ پس ہمیں اس مبارک ماہ اور مبارک کتاب کی سالگرہ کامل پابندی اور احترام کے ساتھ منانی چاہیئے

خداوند قدوس ہم سب کو نیکی کی توفیق بخشے۔ "آمین"

گذشتہ جمعرات ۱۷/۱/۶۳ کو رات کے وقت مضمون لکھ کر جو سویا۔ تو خواب میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ وہی دیال سنگھ کالج کے آخری جلسہ کی صدارت کا منظر ہے۔ اور آپ رسالہ "خدام الدین" کا سرورق پڑھ رہے ہیں اور میں بھی بائیں جانب قریب حاضر ہوں۔ حضرت کے چہرے پر جمال اور جلال کے امتزاج سے پر وقار پاکیزگی کی وہ نورانی جھلک نمایاں تھی۔ کہ آج بھی اس کی لذت محسوس کرتا ہوں۔

ایک ہندو آفیسر کی آہ و بکا

مرسلہ

(رئیس احسان قریشی)

۱۷ اگست ۱۹۶۲ء کو ہم کلیر شریف ضلع سہارنپور میں تھے۔ زائرین پاکستان کی ایک پارٹی وہاں عرس حضرت مخدوم سید علی احمد صابر کی تقریبات میں حصہ لینے کے لئے پہنچی ہوئی تھی۔ اس پارٹی کے لیڈر صاحبزادہ قاسم علی سجادہ نشین درگاہ داتا گنج بخش لاہور تھے اور ڈپٹی لیڈر راقم الحروف تھا۔

سہارنپور کے ایک ہندو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (سی، آئی ڈی، (انٹیلجنس) کی ڈیوٹی اس بات پر لگی ہوئی تھی کہ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس کانسٹیبلوں کی امداد سے زائرین پاکستان کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھیں اور خاص کر لیڈر اور ڈپٹی لیڈر صاحبان کی نسشت و برخاست کا جائزہ لے۔ کہ وہ کہاں کہاں جاتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ سی آئی، ڈی آفیسر ہمارے ساتھ گھل مل گیا تھا

میں چند مصلحتوں کی بنا پر اس ہندو آفیسر کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ اس سے زیادہ شریف النفس نیک، سچا اور بلند کردار انسان میں نے ہندو دوستوں میں نہیں دیکھا۔ اس کی گفتگو ملنساری، طرز تکلم اور اچھا سلوک اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ وہ خاندانی انسان ہے اور بلند اخلاق ہے

۱۷ اگست ۱۹۶۲ء کی صبح صبح وہ ہمارے کیمپ میں آیا اور مجھے بلایا میں باہر نکلا حیران ہوا کہ اس چہرے پہ ہوائیاں کیوں چھوٹ رہی ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں سے ایک ایک آنسو ٹپکتا بھی دکھائی دیا۔ جو اس نے فوراً رومال سے صاف کر لیا۔ میں نے اچانک اس صورت حال کی وجہ دریافت کی۔ تو اُس نے کہا "میں آج بہت غمگین ہوں۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ پرماتما مجھے شانتی بخشے۔ میں نے سمجھا کہ گھر میں کوئی بیمار ہوگا۔ تب ہی انہیں اطمینان قلب نصیب نہیں میرے استفسار پہ اس نے بتایا کہ ایک تو اسے صبح سے ہی تھوڑی سی (بہت معمولی سی) اداسی تھی کہ تم لوگ آج رات جا رہے ہو۔ اور میری اور میرے رفقاء کی سرکاری نگہداشت بھی تم پہ آج رات سے ختم ہو جائے گی"

لیکن میری اس معمولی سی اداسی کو ایک اور واقعہ نے پہاڑ جیسا غم بنا کر رکھ دیا ہے۔ ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ قریشی صاحب! بہت بڑا ایکسیڈنٹ بہت بڑا نقصان!!

میرے استفسار پہ اس نے ڈبڈباتی ہوئی آواز میں کہا "قریشی صاحب میں نے آج صبح ریڈیو پہ بڑی منحوس خبر سنی ہے۔ وہ خبر یہ ہے کہ مولانا عبدالقادر رائے پوری لاہور میں کل انتقال کر گئے"

اس کے یہ خبر بتلانے پر میرا دل بھی بیٹھ گیا اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ تھوڑی دیر کے لئے میں بھی سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ لیکن میرے قلب پر یکدم حیرانگی اور تحیر کے جذبات غالب آ گئے کہ اس ہندو آفیسر کا مولانا رائے پوری کے ساتھ کیا واسطہ اور کیا تعلق ہے؟

اس نے کہا "قریشی صاحب! کئی سالوں سے میری ڈیوٹی اس بات پر رہی ہے کہ خانقاہ شاہ عبدالرحیم موضع رائے پور ضلع سہارنپور میں مولانا عبدالقادر رائے پوری پر نگرانی رکھوں۔ ان کی ڈاک سنسر ہو کیونکہ (اگرچہ وہ ۱۹۴۷ء سے بھارتی باشندے چلے آ رہے تھے) وہ ہر دو سال بعد پاکستان ضرور جاتے تھے۔ اور پاکستان سے بھی ان کے سینکڑوں مرید ان سے ملنے بھارت آیا کرتے تھے۔ اصل میں مولانا رائے پوری موضع ڈھڈیاں ضلع سرگودھا (پاکستان) کے باشندے تھے لیکن اپنے مرحوم پیر شاہ عبدالرحیم رائے پوری سے اتنا تعلق بڑھا کر وہیں کے ہو گئے"

قریشی صاحب! وہ رشی تھے رشی۔ ولی تھے میں نے انہیں تو کیا دیکھنا تھا، ان کے مریدوں میں بھی سچائی۔ صاف گوئی۔ بے نفسی اور ریا سے نفرت پائی۔ ان کی زندگی کو میں نے بھی چند سال قریب سے دیکھا۔ ایسا رشی منی میں نے مسلمانوں میں کہیں نہیں پایا جب بھی میں نے ان سے سرکاری طور پر کبھی کوئی استفسارات کئے تو انہوں نے ہمیشہ سچ بتلایا خواہ سچ بتلانے

(باقی صـــ ۱۸ ـــپر)

بندگی کرو اور عبادت پر غرور نہ کرو

جناب میاں غلام حسین صاحب ـــ ناظم انجمن

یَآاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

پ۱ سورۂ بقرہ آیت ۲۱

ترجمہ۔ اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کرۂ ارض پر افضل ترین مخلوق ہے خداوند قدوس نے اسے بہترین سانچے میں ڈھالا اور ظاہری و باطنی خوبیاں اس میں جمع کردیں۔ حیوانات کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھا جائے تو قدرت حق کا تماشہ نظر آتا ہے اللہ تعالےٰ نے ساری کائنات اس کے لئے پیدا کی۔ زمین و آسمان، سورج، چاند اور ستارے، بہتے ہوئے دریا، اُبلتے ہوئے چشمے اور لہلہاتا ہوا سبزہ، پہاڑ اور درخت، خوش نما پھل اور پھول۔ چرند و پرند۔ نباتات اور جمادات جن سے انسان ہر لحظہ اور ہر آن مستفید ہو رہا ہے یہ سب انسان ہی کے لئے ہیں ان میں غور کرنے کے بعد بندہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کے تعلقات پوری پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو معدوم سے موجود کرکے ساری کائنات کو اسکی خدمت پر مامور کردیا اور اس کی تمام ضروریات کے سامان مہیا کردئے اور پھر اُس کو اس کی پیدائش اور اپنی نعمتیں یاد دلا کر حکم دیا کہ اپنے رب کی عبادت کرو۔ قادر کریم کا یہ حکم عین رحمت ہے اللہ تعالےٰ کو انسان کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عبادت کا حکم صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ صحیح رابطہ پیدا کرسکے اور اس کا قرب حاصل کرسکے۔ معبودِ حقیقی نے ساری کائنات کو اس کی خدمت پر لگا رکھا ہے اور طرح طرح کی نعمتیں اس کے لئے مہیا کر رکھی ہیں چنانچہ انصاف اور انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اس کو یاد رکھے۔ خلوت و جلوت، ظاہر و باطن امارت و غربت اور صحت و علالت کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو اور اللہ تعالےٰ کے ارشاد وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ـــ کے مطابق مرتے دم تک یہ رابطہ قائم رکھے ؎

اندریں رہ می‌تراش و می‌خراش
تا دمِ آخر دمے فارغ مباش

زندگی ہو تو اسی کے لئے موت ہو تو اسی کے لئے۔ کسی حالت میں بھی اپنے مالک سے یہ رشتہ ٹوٹنے نہ پائے۔ عبادت کی غرض و غائت محض حصول تقوےٰ ہے اگر انسان یہ سمجھے کہ کھانا پینا۔ بچے جننا اور ان کی پرورش کرنا ہی اس کی زندگی کا مقصد ہے تو پھر انسان اور حیوان میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے جسمانی ضروریات میں دوسرے جانوروں سے آگے نکل جانا خلیفۃ اللہ اور افضل ترین مخلوق کی شان نہیں ہے اور نہ اُس کا مقصد حیات ہو سکتا ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد اس کے پیدا کرنے والے نے خود ہی قرآن کریم میں واضح کر دیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ جن و انس کی تخلیق کا واحد مقصد اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔

اللہ تعالےٰ کی بندگی اختیار کر لینے کے بعد انسان بندوں کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی بندگی سے منہ موڑنے پر انسانی صفات سے محروم ہو جاتا ہے انسان ہو یا حیوان جب اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے تو اس کو سکون زندگی نصیب نہیں ہوتا سکون صرف مالک کی غلامی میں ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کا رابطہ پیدا کر لینے کے بعد انسان کو یہ تسکین حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ ایک ایسی ذات کی پناہ میں آ گیا ہے جو سمیع بصیر اور رحیم و کریم ہے اور جب بھی وہ اس کو پکارے گا وہ ضرور اس کی فریاد کو سُنے گا اور اس کی دادرسی کرے گا اور یہ تعلق اس کی یاد اور اس کے ذکر کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔

حقیقتِ عبادت

عبادت انتہائی تذلّل و انکساری کا نام ہے جس کا اظہار معبودِ حقیقی کے سوا کسی دوسرے کے آگے نہیں ہو سکتا۔ انسان اشرف المخلوقات ہو کر اپنے سے ادنےٰ اور کمتر مخلوق کے آگے ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اس کی گردن اگر جھک سکتی ہے تو اس ایک لازوال ہستی کے سامنے جس کے دستِ قدرت میں ساری کائنات کی باگ ڈور ہے۔ عبادت اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی جب تک بندہ سراپا نیاز ہو کر اپنے پورے عجز اور معبود کے پورے جبروت و جلال کے تصوّر کے ساتھ سرِ عبودیت نہ جھکائے اس عبادت کی غرض قرب خداوندی اور وصل الٰہی ہے اور بہترین عبادت وہی ہے جو حصول قرب الٰہی کا ذریعہ ہو۔ عبادت صرف نماز روزہ اور نوافل ادا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ ہر شعبۂ حیات میں اللہ تعالےٰ کی رضا کو مدِّ نظر رکھنا ہے۔ کمال عبدیت یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کردے اور حق تعالےٰ جو تصرف اس کے اندر کرے اس پر راضی رہے اس کی رضا اور خوشی میں اپنی خوشی اور مرضی کو فنا کردے۔ تفویض کلی کا نام ہی عبدیت ہے۔

اللہ تعالےٰ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے

اللہ تعالےٰ بڑا بے نیاز ہے اس کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں اگر روئے زمین کے تمام جن و انس اس کی نافرمانی کریں تو اس کی دائمی اور ابدی سلطنت میں ایک سرمو برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔ اگر تمام زمانہ فرشتہ سیرت ہو جائے اور شب و روز اس کی عبادت میں مصروف رہے تو اس کی کبریائی میں رائی کے دانے کے برابر بھی اضافہ نہ ہو گا۔ بندگی کا حکم صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی شہنشاہی عظمت اور کبریائی کا قولاً اور فعلاً اعتراف کرکے اس کے خصوصی الطاف و مراحم کا موردو مستحق بن سکے اور اس کے ذریعے کمالات حاصل کرکے اپنے خالق کا قرب حاصل کرسکے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ اگر کوئی دن ایسا بھی آجائے کہ یہ دنیا اللہ تعالےٰ کے عبادت گذاروں سے بالکل خالی ہو جائے اور روئے زمین کے کسی گوشے سے بھی اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بلند کرنے والوں کی آواز سُنائی نہ دے تب بھی اس کارخانہ عالم میں ہر سُو اس کی نشانیاں جلوہ گر رہیں گی اور زمین کا چپہ چپہ اس کے وجود کی گواہی دے گا۔

عبادت پر غرور نہ کرو

اس دنیا کے کارخانے میں قدم قدم پر انسان کو اس کی بے بسی کا احساس دلایا جاتا ہے تاکہ وہ خودسر نہ ہو جائے اور سب کچھ اپنی ہی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھنے لگے۔ انسان کے سارے افعال ایسے ہیں کہ وہ ان میں برائے نام فاعل ہے ورنہ اصل فاعل اللہ تعالےٰ ہیں۔ ہمارے سارے اچھا

جن سے ہم کام کرتے ہیں اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہ سب اللہ تعالےٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں۔ عقل فہم۔ قوتِ ارادہ اور قوت عمل اُسی کی دی ہوئی ہیں تو پھر ان قوٰے اور جوارح سے جو اعمال و افعال اور کمالات ظاہر ہوں وہ ہمارے کیسے ہوسکتے ہیں۔ اور ہم ان پر کیا ناز کر سکتے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کا انعام ہے کہ کام خود کراتے ہیں اور نام ہمارا کر دیتے ہیں۔ جان اور مال سب اللہ تعالےٰ کا ہے بندہ کی ملکیت برائے نام ہے یہ سراسر اس کی رحمت اور فضل ہے کہ اس برائے نام ملکیت کا شریعت نے اعتبار کر لیا ہے اور انسان کو مالک حقیقی کے احکام دے دئے ہیں۔ مال اللہ تعالےٰ خود دیتے ہیں پھر ہمارے ہاتھ سے اپنے رستہ میں خرچ کراتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ قرار دے کر اجر عطا فرماتے ہیں اگر اللہ تعالےٰ کی توفیق کا دست اعانت نہ بڑھے تو نہ ہمیں مال ملے اور نہ ہی اس کے رستہ میں خرچ کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تو اس کا ذکر کرنے کے لئے لب بھی نہ ہلا سکیں۔ دنیا میں ہر فعل کی اصل علت اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اس کا ارادہ ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ توفیق نہ دے اور اس کی مدد شامل حال نہ ہو تو انسان کسی چیز پر بھی قدرت نہیں پا سکتا نہ عبادت میں مشغول ہو سکتا ہے نہ اپنا کوئی نظام قائم رکھ سکتا ہے۔

اگر انسان ساری عمر شبانہ روز عبادت کرتا رہے اور اپنے ماتھے کو پتھر پر رگڑتا رہے تو اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا حق ادا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اجر کا مطالبہ کرے اس لئے کہ اجر کا مطالبہ وہی کر سکتا ہے جس نے حق ادا کر دیا ہو۔ عارفین کی نظر تو ہر وقت اپنی کوتاہیوں پر ہوتی ہے اور ان کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو فعل ان سے صادر ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے لہٰذا ایسے فعل کا جس کا فاعل کوئی اور ہو اس پہ اجر کا مطالبہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ انسان کو کبھی بھی اپنی عبادت پر غرور نہ کرنا چاہیئے اور نہ اس پر اعتماد کرنا چاہیئے ورنہ اللہ تعالےٰ ان تمام رحمتوں کو جو ان اعمال پر مرتب ہوتی ہیں زائل کر دیتے ہیں اور تمام نیکیاں معاصی اور گناہوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بندہ کس قدر جاہل ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ نیکیاں خود حاصل کرتا ہے جبکہ اُسے معلوم ہے کہ اس کے اعمال میں اس کا بال برابر بھی دخل نہیں ہے۔ انسان کی ذات بھی اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہے اور اس کے افعال بھی تو پھر ان اعمال پر غرور کیسا اور اجر کیسا غفلت انسان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی ہے اور وہ ان افعال کو اللہ تعالیٰ سے قطع کر کے اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے اور اُن پر ثواب کا مطالبہ کرنے لگتا ہے انسان کے اعمال میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے یہ سب اللہ تعالےٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں ان کو اپنی طرف منسوب کرنا اور ان پر فخر کرنا انسان کی بدترین حماقت ہے۔

ابراہیم بن ادھمؒ کی ایک دفعہ تہجد کی نماز قضا ہو گئی سخت پریشان ہوئے۔ اگلی رات جاگنے کا زیادہ اہتمام کیا لیکن نیند ایسی غالب آئی کہ صبح کی نماز بھی قضا ہو گئی تو اور زیادہ پریشان ہوئے۔ الہام ہوا ابراہیمؒ! اپنی تدبیر کو دیکھ لیا اب اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دو جب ہم سلائیں سو جاؤ جب اٹھائیں اٹھ جاؤ انسان کا اپنے فعل اور ارادے میں کوئی دخل نہیں ہے اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے کسی نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر بے حد مہربان ہے اور اس سے محبت کرتا ہے جب بندہ ایک دو قدم اس کی طرف چلتا ہے تو حق تعالےٰ دوڑ کر اس کی طرف آتے ہیں اور اسے اپنی آغوش رحمت میں لے لیتے ہیں دراصل واصل اللہ تعالےٰ ہیں بندہ واصل نہیں ہے مگر یہ بھی ان کی رحمت ہے کہ وہ طالب کو واصل کا لقب عطا فرماتے ہیں۔

انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے یا غفلت کے ساتھ کبھی چند بار اللہ تعالےٰ کا نام لیتا ہے تو تسبیح ہاتھ میں لے کر پڑھتا ہے اور پھر فخر کرتا ہے کہ اتنی بار پڑھا لیکن سارا دن جو بیہودہ بکواس کرتا رہا اور گناہ کرتا رہا ان کی کبھی گنتی نہیں کرتا اگر آدمی ہر گناہ کے بدلے اپنے گھر میں ایک پتھر کا ٹکڑا ڈالتا چلا جائے تو تھوڑے ہی عرصے میں وہ گھر پتھروں سے بھر جائے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے پیشتر اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے اس کا محاسبہ کیا جائے اگر نیکی کرے تو اس پر فخر نہ کرے اگر گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار اور ندامت کے آنسوؤں سے اس دھبہ کو دھونے کی کوشش کرے۔ انسان جب عجز کا سرمایہ لے کر بارگاہ صمدیت میں حاضر ہوتا ہے تو محروم نہیں رہتا ہے۔ ندامت کا احساس جب آنسو بن کر پلکوں پر جھلملانے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو منہ موڑنا مشکل ہو جاتا ہے جس طرح بارش گرد آلود فضا کے حسن کو نکھار دیتی ہے اسی طرح جب ندامت کے آنسو آنکھوں سے برسنے لگتے ہیں تو گناہوں کی گرد دھل جاتی ہے اللہ تعالےٰ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ انسان کی عاجزی اور فروتنی ہے۔ انسان پر جب عجز طاری ہوتا ہے اور اس کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو گرنے لگتے ہیں تو حق تعالےٰ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔

بقیہ ایک ہندو آفیسر کی آہ و بکا

سے ان کے پاسپورٹ کی منسوخی کا ڈر ہی کیوں نہ ہو۔ میری زندگی پر ان کے اقوال کا بہت اثر ہوا ان کی "لائف" سے میں بہت ہی متاثر ہوا۔ وہ بہت بڑے دھرماتما اور مہاتما تھے۔

جس طرح تم لوگ عرسوں پر آتے ہو وہ عرسوں پر تو نہیں آیا کرتے تھے۔ اور نہ ہی قوالی سُنا کرتے تھے لیکن ان کی مجلس میں غیر مسلموں کے دلوں پر بھی وہ شانتی اور سرور پیدا ہوتے تھے جو شاید ہی کہیں دیکھے ہوں ان کے لبوں سے پھول جھڑتے تھے۔ صحیح معنوں میں وہ زماتما کے ایک پہنچے ہوئے رشی تھے"

۱½ ماہ قبل جب وہ سہارنپور سے لاہور بیماری کی حالت میں پاکستان کے سفر کے لئے روانہ ہوئے تو میں انہیں الوداع اور پرنام کرنے گیا تھا۔ آہ! یہ آخری درشن تھے جو انہوں نے مجھے دیئے! کاش ان جیسا پوتر منش انسان، اس دھرتی پر یعنی رائے پور ضلع سہارنپور میں ہی سرگباش ہوتا! پرماتما انہیں شانتی بخشے اگر تمہیں موقع ملے تو ان کی قبر پر پہنچ کر میرا سلام اور پرارتھنا عرض کرنا" اتنے الفاظ کہہ کر وہ ہندو آفیسر تو چلا گیا لیکن مجھے ورطہ حیرت میں ڈال گیا! ایسی حیرت جسے میں زندگی بھر بھول نہیں سکوں گا اس واقعہ کے انمٹ تاثرات میرے قلب و ذہن پر ہر وقت موجود رہتے ہیں ؎

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

بروقت پرچہ نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیجئے اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

یقتبسوا خطبۂ جمعہ

آنے شروع ہوئے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کہا کہ اگر امیر المومنین اس وقت خود اپنے لئے دعا کریں تو مجھے امید ہے ان کی زندگی بڑھا دی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین کو توجہ دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا "اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میری زندگی میرے کانوں کے قریب ہے اور ذرا ہاتھ اٹھانے سے میری زندگی میرے ہاتھ میں آ جائے گی۔ تو میں زندگی کے لئے اپنے کان تک ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

مشہور ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:-

"ملک الموت تم نے کسی دوست کو کسی دوست کی جان قبض کرتے دیکھا؟"

ملک الموت یہ جواب سن کر لوٹ گیا حضرت حق کی طرف سے ارشاد ہوا — جاؤ ہمارے خلیلؑ سے دریافت کرو۔

تم نے کسی دوست کو اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتے ہوا دیکھا ہے؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "میری روح اسی وقت قبض کر لے۔

قیامت میں سوال

قیامت میں اللہ رب العزت اپنے مسلمان بندوں سے فرمائیں گے۔ "کیا تم کو میری ملاقات کا شوق تھا؟" بندے اثبات (ہاں) میں جواب دیں گے۔ دریافت فرمایا جائے گا "میری ملاقات کا شوق کس لئے تھا؟" بندے عرض کریں گے:

"رَجَوْنَا مَغْفِرَتَكَ وَرَحْمَتَكَ"

الٰہی ہمیں تیری رحمت اور مغفرت کی امید تھی۔ ہم تجھ سے اچھا گمان کرتے تھے۔

ارشاد ہوگا میں نے اپنی رحمت و مغفرت تمہارے لئے واجب کر دی — غور فرمایا؟ اسلام مستقبل کی تاریخ بیان کر رہا ہے — تاریخ ماضی کی باتیں بیان کرتی ہے۔ لیکن شریعت محمدیہ آپ کو موت کے بعد پیش آنے والے واقعات بتا کر آخرت کے لئے تیار کرتی ہے

محترم حضرات

یقین جانئے! اگر عاقبت، جزا و سزا اور لقائے الٰہی کا شوق ہر لمحہ ہمارے پیش نظر رہے تو لازمی بات ہے کہ ہم اس دنیوی زندگی میں راست بازی اور اعتدال کی راہ پر قائم رہیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زندگی قرآنی اصولوں میں ڈھالیں تاکہ اس کا نتیجہ نہایت خوشگوار ہو۔ اور ہم دونوں جہاں میں کامیاب ہوں یاد رکھیئے! جس شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی، حساب کتاب اور بدلہ پر یقین نہ ہوگا۔ وہ اپنے اعمال کبھی درست نہ کر سکے گا اور جب اعمال درست نہ ہونگے تو اصحاب تقویٰ میں کیونکر شریک ہو سکے گا —

کامیاب و بامراد لوگ

یہی لوگ (اصحاب تقویٰ) اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں — اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

اس آیت میں اصحاب تقویٰ کو خوشخبری دی گئی ہے — ارشاد ربانی ہے کہ یہی متقی لوگ اپنے رب کی حقیقی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ دنیا و آخرت دونوں میں .... کامیاب و بامراد ہونگے

آیئے ہم بھی قرآن پاک کے سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور ان احکام کے مطابق زندگی گزاریں جو ایک امّی اور اور مکہ کے دریتیم نے بطحا کی کنکریوں پر بیٹھ کر ہمارے سپرد کیے — اگر ہم ایسا کر سکے اور ہم نے تقویٰ کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ تو یہ کامیابی کا وعدہ یقیناً ہمارے حق میں بھی پورا ہو سکتا ہے۔

اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

جانشین شیخ التفسیر نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام (مغربی)

حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

کا ارشاد گرامی

قطب عالم حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیۃ علمائے اسلام سے جو قلبی تعلق تھا۔ وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ کی مالیات کا دار و مدار حضرتؒ کی توجہات پر تھا۔ اس لئے میں تمام اہل اسلام سے عموماً اور اپنے دوستوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے صدقات۔ زکوٰۃ اور عطیات سے جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان کی اتنی امداد کریں کہ وہ مالی کمی کیوجہ سے کفر و الحاد اور بے دینی کے مقابلہ میں کمزوری محسوس نہ کرے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

محمد عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور

بورسٹل جیل میں اصلاح کے مختلف پہلو

بورسٹل ادارہ میں دینی اور درسی تعلیم لازمی ہے۔ دینی تعلیم کے سلسلے میں نماز، قرآن، حفظ اور قرآن با معنی کی کلاسیں جاری ہیں۔ چنانچہ اس ادارہ میں چار قیدی حفاظ منظور احمد، معراج دین، عبد الغفور اور الٰہی بخش مختلف بارکوں میں با جماعت نماز تراویح میں قرآن کریم سنا رہے ہیں عبد الغفور نامی ایک اور حافظ رمضان المبارک سے چند دن قبل رہا ہو کر باہر سٹاف کی مسجد میں قرآن کریم سنا رہا ہے اور اس طرح اسے اعتماد میں لیا جا رہا ہے

قرآن اور درس کی کلاسز جاری ہیں۔ جمعہ اور خاص تہواروں پر باہر سے علماء کرام کو دعوت دی جاتی ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کئی بار بورسٹل جیل میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت کے جانشین کئی سال تک جمعہ پڑھاتے رہے مگر درسی تعلیم میں اس ادارہ سے آٹھ قیدی طلبہ محمد افضل، محمد طفیل نسیم، محمد ابراہیم۔ محمد اختر، ثناء اللہ، محمد رمضان اور محمد نذیر مڈل کا امتحان دے رہے ہیں جن کا سنٹر ہائی سکول وحدت کالونی ہے۔ یہ امتحان محکمہ تعلیم کی نگرانی میں ہوتا۔ اس کے علاوہ ادارہ ہذا کے گیارہ طلبا ماہ مارچ میں میٹرک کا امتحان دیں گے اور ۲۷ قیدی طلبہ ماہ مئی میں السنۂ شرقیہ کے مختلف امتحانات میں شریک ہونگے

علم کے ساتھ ہنر بھی سب طلبہ کے لئے لازمی ہے۔ فیکٹری میں عام دستکاری سکھانے کے علاوہ طلباء کی بحالی کے لئے اعلیٰ فنی تعلیم کا بھی بندوبست ہے۔ چنانچہ اس وقت ۲۷ طلبہ پولی ٹیکنیک فار الیکٹریشنز ۴ دیو سماج روڈ لاہور میں زیر تعلیم ہیں۔ اور عنقریب چند ایک میٹرک پاس طلبہ ریڈیو کلاس میں جانے والے ہیں۔ ان سب میں بیشتر طلبہ ادارہ ہذا ہی کے تعلیم یافتہ ہیں

محمد افضل سیکرٹری بزم ادب بورسٹل جیل۔ لاہور

تحقیق عجیب

مولانا ضیاء الدین صاحب خطیب جامع مسجد ٹیلیفون فیکٹری

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حادی الارواح الی بلاد الافراح کے صفحہ ۴۵ پر ایک عجیب بحث فرمائی ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ اردو میں یہ فقیر ہدیہ ناظرین کرتا ہے اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے

فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ہر مطلوب کے لئے کنجی بنائی ہے۔ جس کی وجہ سے اس مطلوب تک پہنچا جاتا ہے۔ جنت کی کنجی کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے، نماز کی کنجی پاکی ہے۔ حج کی کنجی احرام ہے...... ......، نیکی کی کنجی سچ ہے، جنت کی کنجی توحید ہے، علم کی کنجی حسن سوال ہے، نصرت و کامیابی کی کنجی صبر ہے، مزید نعمت کی کنجی شکر ہے، ولایت کی کنجی محبت اور ذکر ہے، فلاح کی کنجی تقویٰ ہے۔ توفیق کی کنجی رغبت اور ڈر ہے، قبولیت کی کنجی دعا ہے، رغبت آخرت کی کنجی زہد فی الدنیا ہے، ایمان کی کنجی تفکر ہے، اللہ کے پاس جانے کی کنجی اسلام اور اخلاص ہے، حیات قلب کی کنجی تدبر فی القرآن اور سحری کے وقت دعا کرنا اور گناہوں کا ترک کرنا ہے، رحمت کی کنجی اللہ کی عبادت احسان کی کیفیت سے کرنا اور مخلوق کے نفع کے لئے سعی کرنا ہے، رزق کی کنجی استغفار اور تقویٰ ہے، عزت کی کنجی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ آخرت کی کنجی امیدوں کو مختصر کرنا ہے، ہر خیر کی کنجی اللہ کی طرف اور دار آخرت کی طرف رغبت ہے، ہر شر کی کنجی حب دنیا ہے۔ اور امیدوں کا لمبا ہونا ہے۔ دوزخ کی کنجی شرک اور کفر ہے، ہر گناہ کی کنجی شراب ہے اور گانا زنا کی کنجی ہے، نقصان کی اور محرومی کی کنجی سستی اور آرام طلبی ہے۔ کفر کی کنجی گناہ ہے، نفاق کی کنجی جھوٹ ہے، بخل کی کنجی حرص ہے اور سنت سے اعراض کرنا بدعت کی کنجی ہے

حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عظیم باب علم کا جس میں خیر و شر کی کنجیاں بتا دی گئی ہیں۔ ہمیں تحریر فرمایا ہے۔ ایک ایک جملہ ایسا ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو دنیا اور آخرت کی کامیابی مل سکتی ہے اگر کنجی مل جائے تو قفل آسانی سے کھل سکتا ہے اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ حضرت علامہ کو کہ انہوں نے ہر مسئلہ کی کنجی بتا دی ہے

غلط فہمی کا ازالہ

آج مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق صاحب دار العلوم ربانیہ و مولانا عبد الغنی مہتمم ربانیہ نے حضرت مولانا سید سہیل شاہ صاحب خطیب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ سے دربارہ متنازعہ مسئلہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پر گفتگو کی۔ چنانچہ مولانا سہیل شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرا عقیدہ اس معاملہ میں جمہور علمائے اہل سنت والجماعت و حضرات علمائے دیوبند کے مطابق ہے اور کتاب خلافت معاویہؓ و یزید مصنفہ جناب محمود احمد صاحب عباسی مقیم کراچی کے ان مضامین سے جو جمہور اہل سنت والجماعت اور حضرات علمائے دیوبند کے خلاف ہیں، میں ہرگز متفق نہیں ہوا، میرا عقیدہ حضرات اہل بیتؓ کے متعلق وہی ہے جو حضرات علما دیوبند کا ہے اور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں کسی کو معتبر اور افضل نہیں سمجھتا ہوں چنانچہ حضرت شیخ الحدیث موصوف نے مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی اور مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کو بلاکر حضرت شاہ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کروائی جس پر ہر دو حضرات نے خلوص دل سے اس بحث کو بند کرنے کا یقین دلایا اور فرمایا اگر ہم سے حضرت شاہ صاحب کے حق میں کوئی زیادتی ہو گئی ہو تو ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔ اس طرح شاہ صاحب کے متعلق جو غلط فہمی پائی جاتی تھی اس کا ازالہ ہو گیا۔ حضرات علمائے کرام نے بغل گیر ہو کر اس قضیہ کو ختم فرما دیا اور بطور ثبوت دستخط فرمائے

۱۔ (مولانا) محمد عمر صاحب لدھیانوی خطیب غلہ منڈی ٹوبہ
دستخط بحروف اردو

(۲) مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مہتمم جامعہ مدنیہ حنفیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
دستخط بحروف اردو

(۳) حضرت مولانا سید محمد اظہار الحق صاحب سہیل خطیب جامع مسجد ٹوبہ
دستخط بحروف اردو

(۴) سید سلیمان احمد شاہ مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ
دستخط بحروف اردو

(نوٹ یہ نقل بمطابق اصل)

(بقیہ صفحہ) امتناع شراب کا قانون

چند برسوں میں شراب نوشی میں سو فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ اور آزادی سے پیشتر اگر شراب سازی کا کوئی ایک کارخانہ تھا تو آج پندرہ کارخانے قائم ہیں۔ بعض بڑے بڑے شہروں میں بیسیوں دکانیں شرابیوں کی جہنمی پیاس بجھانے میں مصروف ہے

ہمارے خیال میں یہ صورت حال اسلامی تعلیمات کا منہ چڑانے کے.... مرادف ہے۔ اور جس قدر جلد ہو سکے ختم ہو جانی چاہیئے۔ آخر میں ہم ممبران اسمبلی اور ان ارباب اقتدار سے جو اسلامی تعلیمات کو گھر گھر رواج دینے کے نعرے لگاتے ہیں۔ پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ شیخ صاحب کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں ان سے کامل تعاون کریں۔ اور نہ صرف یہ کہ شراب اور اس کی خرید و فروخت قطعی ناجائز قرار دی جائے بلکہ مکمل اسلامی قانون کا نفاذ عمل میں لایا جائے تاکہ تمام برائیاں سرے سے ہی ختم ہو جائیں۔

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجیے



فکرِ آخرت

از اسلام الحق مظاہری سہارنپوری

پیارے بچو! سُنو!

ہمیں اس دنیا سے بہر حال کوچ کرنا ہے اور ایک دن اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ وہاں اس دنیا کی زندگی کا حساب وکتاب دینا ہوگا۔ زندگی کے ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کا جواب دینا ہے۔ اگر ہم دنیا میں رہ کر بھی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کریں۔ اور آخرت کا ہم کو فکر ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے خوش ہوگا۔ اور اس کو انعام عطا فرمائیگا، جنت میں بہترین اور خوبصورت محل عطا فرمائے گا۔ لیکن اگر اس دنیا میں آخرت کا فکر نہ رہا اور اس کی نافرمانی کی تو وہ ایسے بندہ سے ناراض ہوگا، اس کو سزا دے گا۔ اور اُسے دوزخ میں ڈلوا دیا جائے گا

آسمان کی جانب دیکھنا شروع کیا۔ ہاتھوں سے کچھ اشارہ کیا اور رونے لگا۔ پھر اشعار پڑھنے لگا

اشعار کا مطلب یہ ہے

اے خدا! بے کسوں کے کام آنے والے، اے رحیم! مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے والے جس کسی نے تجھ پر بھروسہ کیا، وہ تیرے در سے مایوس ہوکر واپس نہ گیا

یہ بیان کرکے

سر اپنی گود میں

چہرے کی خاک

میں نے کہا!

آخرت کی کیا فکر

تمہارے نام نہیں

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶

شیخ التفسیر رح نمبر

ادارہ خدام الدین نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی رح کی یاد میں ایک شاندار نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ نمبر اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہوگا۔

علماء کرام، صوفیائے عظام، اصحاب قلم حضرات اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین سے مضامین ارسال کرنے کی درخواست ہے۔

مضامین

۱۵ رمضان المبارک تک خدام الدین کے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔

(ایڈیٹر)